بسم اللہ الرحمن الرحیم   نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم   وعلیٰ عبدہ المسیح الموعودؑ

MONTHLY MISHKAT QADIAN

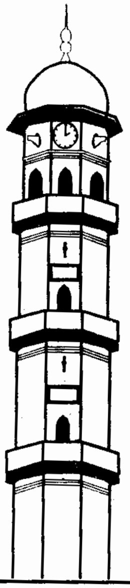

ماہنامہ مشکوٰۃ قادیان

مجلس خدام الاحمدیہ بھارت کا ترجمان

جلد ۲۰   تبلیغ ۱۳۸۰ ہجری شمسی بمطابق فروری ۲۰۰۱ء   شمارہ ۲

سالانہ بدل اشتراک

اندرون ملک: 100 روپے

بیرون ملک: 30 امریکن $ یا متبادل کرنسی

قیمت فی پرچہ: 10 روپے

ضیاپاشیاں

اداریہ	2	وہ پھول جو مرجھا گئے	18
فی رحاب تفسیر القرآن	3	اخبار مجالس	22
کلام الامام	4	حکایات صالحین	25
رسول مقبول ﷺ کا انداز تربیت	5	امتحان پاس کرنے کے گر (قسط دوئم)	27
وہ خزائن جو ہزاروں سال سے مدفون تھے (قسط 10)	10	مجلس عاملہ خدام الاحمدیہ بھارت وقائدین علاقائی	33
تقویم ہجری شمسی کا اجراء (قسط دوئم)	13	وصایا	36

مضمون نگار حضرات کے افکار و خیالات سے رسالہ کا اتفاق ضروری نہیں ہے۔

نگران: محمد نسیم خان

صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت

ایڈیٹر

زین الدین حامد

نائبین

نصیر احمد عارف

عطاء الٰہی احسن غوری

مینجر: طاہر احمد چیمہ

پرنٹر و پبلشر: منیر احمد حافظ آبادی ایم۔اے

کمپیوٹر کمپوزنگ: عطاء الٰہی احسن غوری، صمد احمد غوری، شاہد احمد ندیم، طاہر احمد امینی

دفتری امور: طاہر احمد چیمہ

مقام اشاعت: دفتر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت

مطبع: فضل عمر آفسیٹ پرنٹنگ پریس قادیان

Printed at Fazle Umar Printing Press Qadian and Issued from Office Majlis Khuddamul Ahmadiyya Qadian (Pb)

By Munir Ahmad Hafizabadi M.A Printer & Publisher.

اداریہ

دعوت الی اللہ اور ہماری ذمہ داریاں

دعوت الی اللہ نبوت کے فرائض میں سے ایک اہم ترین فریضہ ہے۔ ابتداء دنیا سے آج تک مأمورین الٰہی کا یہ شیوہ رہا ہے کہ ہمیشہ ہر حالت میں لوگوں کو خدا کی طرف بلاتی رہی ہیں۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ کا جب ہم مطالعہ کرتے ہیں تو پتہ چلتا ہے کہ آپ نے ساری زندگی، ایک ایک لمحہ تبلیغ و دعوت الی اللہ میں صرف کئے۔ چونکہ اللہ تعالیٰ نے شروع ہی سے آپ کو یہ تاکیدی ارشاد عطا فرمایا تھا:۔

"یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیك ...."

"اے رسول تیرے رب کی طرف سے جو کلام تجھ پر اتارا گیا ہے اُسے لوگوں تک پہنچا۔" اس وحی مقدس کے نزول کے بعد دعوت الی اللہ کا جو کام آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے شروع فرمایا وہ آپکی مبارک زندگی تک محدود نہیں رہا بلکہ آپ کے جانثار صحابہ اور تابعین پھر ہر زمانہ کے مسلمان اور آپ کی محبت و عقیدت کا دم بھرنے والے اس عظیم الشان مشن میں حصہ لیا۔ اکناف عالم میں بسنے والی مختلف قوموں اور ملتوں کی پیاسی روحوں کی سیرابی کا باعث بنتے رہے اور نور مصطفوی کو نسلاً بعد نسلٍ بحفاظت ہم تک پہنچایا۔ اللھم صل علیہ و علی آلہ و اصحابہ و اتباعہ أجمعین

آج اس زمانہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روحانی فیوض و برکات کا زمزم قادیان کی مقدس بستی سے پھوٹا اور اللہ تعالیٰ نے بروقت پیاسی روحوں کی سیرابی اور دنیا کی ڈوبتی کشتی کو ساحلِ عافیت تک پہنچانے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو "کشتی نوح" کے ساتھ مبعوث فرمایا اور آپ ہی کے فرمان کے مطابق آپ کی اور آپ کے خلفاء کی کوششوں سے ہر قوم اس چشمہ سے پانی پی رہی ہے۔ تاہم یہ ایک حقیقت ہے کہ معلوم دنیا کا ایک بہت بڑا حصہ ایسا ہے جو اب تک اس زندگی بخش چشمہ سے نا آشنا ہے۔ شدّت پیاس کے باوجود اس جوئے شیریں سے مستفید نہیں ہوتے۔ اسی بات کی طرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اشارہ فرمایا ہے

تشنہ بیٹھے ہو کنارے جوئے شیریں حیف ہے
سر زمین ہند میں چلتی ہیں نہریں خوشگوار

اس صورت حال میں ہم غلامان مسیح الزمان پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ ہم اس میدان میں اپنی تمام تر طاقتوں اور صلاحیتوں کو جھونک دیں اور تبلیغ اور دعوت الی اللہ کے میدانوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے جانثار صحابہ کے ولولہ انگیز نمونوں کو اپناتے ہوئے آگے بڑھیں۔ "ہر چہ باداباد کشتی در آب انداختیم" کا مصداق بنکر، یعنی اب جو کچھ ہونا ہے ہونے دو ہم نے اپنی کشتی تو سمندر میں اتار دی ہے۔ تبلیغ و دعوت الی اللہ کے میدانوں میں کود پڑیں۔ نئے سے نئے میدان تلاش کریں۔ تحریک دعوت الی اللہ کے نتائج ہم سب کے سامنے ہیں۔ دنیا بھر میں پھیلے ہوئے جماعت کے داعیین الی اللہ اپنے محبوب امام کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے، مشکل سے مشکل حالات میں، نامساعد اور مخالفانہ ماحول میں دعوت الی اللہ کے فرائض کی ادائیگی میں مصروف ہیں۔

ان مخلصین کی کوششوں میں حیرت انگیز طور پر پھل لگ رہا ہے کہ ایک ہی سال میں چار کروڑ سے زائد افراد کو قبولِ حق کی سعادت عطا ہوئی اور 1993ء سے جب سے عالمی بیعت کا

باقی صفحہ نمبر 34 پر

وَاسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ ۔ وَإِنَّهَا لَكَبِيرَةٌ إِلَّا عَلَى الْخٰشِعِينَ ٥

اور صبر اور دعا کے ذریعہ سے (اللہ سے) مدد مانگو اور بے شک فروتنی اختیار کرنے والوں کے سوا دوسروں کے لئے یہ (امر) مشکل ہے

اس آیت کی تفسیر میں سیدنا حضرت اقدس امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں :- صداقت کے قبول کرنے میں دو روکیں ہوتی ہیں (ا) حکومت قوم رشتہ داروں اور دوستوں کا دباؤ جو حق کو نہ سمجھنے کی وجہ سے یا ضد تعصب یا خود غرضی کی وجہ سے حق کو قبول نہیں کرتے اور دوسروں کو بھی قبول نہیں کرنے دیتے (۲) سابق عادات یا گناہوں کا زنگ دل کو مردہ کر دیتا ہے اور ہمت کو سلب کر دیتا ہے۔

اس آیت میں ان دونوں روکوں کی طرف اشارہ کر کے بتایا گیا ہے کہ اے بنی اسرائیل اگر تم پر حق کھل گیا ہے اور تم اسے قبول کرنے میں دیر نہ کرو بیشک تم کو تمہارے ہم قوموں اور رشتہ داروں دوستوں کی طرف سے روکا جائے گا تم پر ظلم کیا جائے گا تکلیفیں دی جائینگی مگران باتوں کی پروانہ کرو اور صبر کی پسندیدہ عادت سے اس روک کا مقابلہ کرو دوسرے اپنے دل کو صاف کرنے کے لیے خدا تعالیٰ سے دعائیں کرو تا کہ دل کے زنگ دور ہوں اور تم میں صداقت کو قبول کرنے کی اہلیت پیدا ہو۔

ایک اور نفسیاتی نکتہ بھی اس آیت میں بتایا گیا ہے کہ کسی کام کی درستی کے لئے دو امور کی ضرورت ہوتی ہے۔ اول بیرونی بد اثرات سے حفاظت ہو دوسرے اندرونی طاقت کو بڑھایا جائے اس آیت میں صبر کے لفظ سے اس طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ بیرونی بد اثرات کا مقابلہ کرو اور صلوٰۃ کے لفظ سے اس طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے دُعائیں کر کے اس کے فضلوں کو جذب کرو اس طرح کمزوری کے راستے بند ہونگے اور طاقت کے حصول کے دروازے کھل جائیں گے اور تم کامیاب ہو جاؤ گے حل لغات میں بتایا جاچکا ہے کہ صبر کے معنے صرف جزع فزع سے بچنے کے ہی نہیں ہوتے بلکہ برے خیالات کا اثر قبول کرنے سے رُکنے اور ان کا مقابلہ کرنے کے بھی ہوتے ہیں اوپر کی تفسیر میں یہی معنے مراد ہیں جب کوئی بد اثرات کو رد کرے اور نیک اثرات کو قبول کرنے کی عادت ڈالے جو دعاؤں سے حاصل ہوسکتی ہے تو اس کے دل میں روحانیت پیدا ہو کر جو کام پہلے مشکل نظر آتا تھا آسان ہو جاتا ہے اور روحانی ترقی کی جنگ میں اسے فتح حاصل ہوتی ہے۔...گناہوں اور کمزوریوں سے بچنے کا حقیقی علاج خدا تعالیٰ پر ایمان ہے بغیر اللہ تعالیٰ پر کامل ایمان کے انسان دوسری تدبیروں سے گناہ سے نہیں بچ سکتا۔ دنیا نے بارہا اس کا تجربہ کیا ہے لیکن افسوس کہ وہ بار بار اس نکتہ کو بھول جاتی ہے حقیقی نیکی اور کامل نیکی کبھی بھی خدا تعالیٰ پر کامل یقین کے بغیر نہیں پیدا ہوتی فلسفیانہ دلائل انسان کے اندر سچا تقویٰ نہیں پیدا کر سکتے۔ خدا تعالیٰ پر کامل ایمان کے بعد جو خوف بدیوں سے پیدا ہوتا ہے وہ اور کسی طرح پیدا نہیں ہوتا اسی وجہ سے انبیاء کی جماعت نے جو نیکی اور قربانی کا نمونہ دکھایا وہ اور کوئی جماعت دنیا کی نہیں دکھا سکتی۔

(تفسیر کبیر جلد اول 98-387)

فی رحاب تفسیر القرآن

قدرت اور رحمت اور قربت کا نشان

کلام الامام

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام مصلح موعود کے بارے میں عظیم الشان پیشگوئی کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''خدائے رحیم و کریم نے جو ہر ایک چیز پر قادر ہے (جَلَّ شَانُهٗ وَعَزَّ اسْمُهٗ) مجھ کو اپنے الہام سے مخاطب کر کے فرمایا کہ میں تجھے ایک رحمت کا نشان دیتا ہوں۔ اُسی کے موافق جو تو نے مجھ سے مانگا۔ سو مَیں نے تیری تضرعات کو سنا اور تیری دُعاؤں کو بپایۂ قبولیت جگہ دی اور تیرے سفر کو (جو ہوشیار پور اور لدھیانہ کا ہے) تیرے لئے مبارک کر دیا۔ سو قدرت اور رحمت اور قربت کا نشان تجھے دیا جاتا ہے۔ فضل اور احسان کا نشان تجھے عطا ہوتا ہے اور فتح اور ظفر کی کلید تجھے ملتی ہے۔ اَے مظفر تجھ پر سلام۔ خدا نے یہ کہا تا وہ جو زندگی کے خواہاں ہیں موت کے پنجہ سے نجات پاویں اور وہ جو قبروں میں دبے پڑے ہیں باہر آویں اور تا دینِ اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہو اور تا حق اپنی تمام برکتوں کے ساتھ آجائے اور باطل اپنی تمام نحوستوں کے ساتھ بھاگ جائے اور تا لوگ سمجھیں کہ مَیں قادر ہوں جو چاہتا ہوں کرتا ہوں اور تا وہ یقین لائیں کہ مَیں تیرے ساتھ ہوں اور تا اُنہیں جو خدا کے وجود پر ایمان نہیں لاتے اور خدا اور خدا کے دین اور اس کی کتاب اور اُس کے پاک رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو انکار اور تکذیب کی نگاہ سے دیکھتے ہیں ایک کھلی نشانی ملے اور مجرموں کی راہ ظاہر ہو جائے۔ سو تجھے بشارت ہو کہ ایک وجیہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا۔ ایک زکی غلام (لڑکا) تجھے ملے گا۔ وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذریّت و نسل ہوگا۔ خوبصورت پاک لڑکا تمہارا مہمان آتا ہے۔ اس کا نام عنموائیل اور بشیر بھی ہے۔ اُس کو مقدس رُوح دی گئی ہے اور وہ رِجس سے پاک ہے۔ وہ نور اللہ ہے۔ مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے۔ اُس کے ساتھ فضل ہے جو اُس کے آنے کے ساتھ آئے گا۔ وہ صاحبِ شکوہ اور عظمت اور دولت ہوگا۔ وہ دنیا میں آئے گا اور اپنے مسیحی نفس اور روح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا۔ وہ کلمۃ اللہ ہے۔ کیونکہ خدا کی رحمت و غیوری نے اُسے اپنے کلمۂ تمجید سے بھیجا ہے۔ وہ سخت ذہین و فہیم ہوگا اور دِل کا حلیم اور علومِ ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا۔ وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا۔ (اس کے معنے سمجھ میں نہیں آئے) دوشنبہ ہے مبارک دوشنبہ۔ فرزند دلبند گرامی ارجمند مَظْهَرُ الْاَوَّلِ وَالْاٰخِرِ مَظْهَرُ الْحَقِّ وَالْعَلَاءِ كَاَنَّ اللّٰهَ نَزَلَ مِنَ السَّمَاءِ۔ جس کا نزول بہت مبارک اور جلالِ الٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا۔ نور آتا ہے نور جس کو خدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح کیا۔ ہم اُس میں اپنی روح ڈالیں گے۔ خدا کا سایہ اُس کے سر پر ہوگا وہ جلد جلد بڑھے گا اور اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا اور قومیں اس سے برکت پائیں گی۔ تب اپنے نفسی نقطہ آسمان کی طرف اُٹھایا جائے گا۔ وَكَانَ اَمْرًا مَّقْضِيًّا۔''

(از اشتہار ۲۰ر فروری ۱۸۸۶ء ص ۳)

یہ عظیم الشان پیشگوئی سیدنا حضرت مرزا محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وجود باجود میں نہایت احسن رنگ میں حرف بحرف پوری ہوئی اور 52 سال تک خلافت احمدیہ کے اعلیٰ و عظیم منصب پر فائز رہے اور عظیم الشان کارہائے نمایاں سرانجام دئے۔ اس پیشگوئی میں مذکور تمام اوصاف حمیدہ کے آپ مظہراتم ٹھہرے۔ یہ پیشگوئی جہاں سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کا ایک منہ بولتا ثبوت ہے وہاں ہستی باری تعالیٰ پر بھی ناقابل تردید دلائل مہیا کرتی ہے۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا انداز تربیت

از مکرم عطاء المجیب صاحب راشد امام مسجد فضل لندن

آخری قسط

تعلیم و تربیت کے معاملہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ میں عفو ، درگزر، محبت اور شفقت کا پہلو غالب طور پر نمایاں تھا البتہ بعض مواقع پر قدرے خفگی ناراضگی اور سختی کے نمونے بھی نظر آتے ہیں لیکن بنظرِ عمیق جائزہ لینے سے معلوم ہوتا ہے کہ غصہ کا یہ اظہار بھی درحقیقت محبت و پیار کے لبادوں میں لپٹا ہوتا تھا اور ایسی درد کی کیفیت کے ساتھ یہ اظہار ہوتا تھا کہ دیکھنے اور سننے والے کے دل میں ہمیشہ نیک اثر ہوتا تھا۔ ماہرین نفسیات جانتے ہیں کہ غصہ بھی انسانی طبیعت کا ایک خاصہ ہے۔ اس کا بے جا اظہار تو ایک منفی خلق ہے لیکن اس کا با موقعہ مناسب اظہار اپنے اندر بے شمار مصالح اور حکمتیں رکھتا ہے اور یہی کیفیت رحمتِ دو عالم کے غصہ اور ناراضگی کی ہوتی تھی۔ بظاہر غصہ اور ناراضگی لیکن درپردہ دلی ہمدردی اور محبت، یہ حسین امتزاج اور حسن توازن اگر کسی نے اپنے عروج پر دیکھنا ہو تو سیرتِ نبوی کے واقعات میں جابجا جھلملاتا ہوا نظر آتا ہے۔

صحابہ بیان کرتے ہیں کہ رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ مبارک پر ہر وقت ایک پاکیزہ مسکراہٹ کھیلتی دکھائی دیتی تھی البتہ اگر کوئی بات آپ کو ناپسند ہوتی یا ناگوار گزرتی تھی تو اس کا خاموش اظہار آپ کے چہرہ سے ہو جاتا تھا۔ حضرت ابوسعید خدریؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کنواری عورت سے بھی زیادہ حیادار تھے۔ جب آپ کسی چیز کو ناپسند کرتے تو ہم اسے آپ کے چہرۂ مبارک سے محسوس کر لیا کرتے تھے۔ (صحیح مسلم کتاب باب کثرۃ الحیاء)

صحابہ کی تربیت کا یہ کتنا دلربا انداز ہے۔ خاموش اور بے ضرر لیکن کتنا مؤثر اور پاکیزہ۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔ محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے اس مخصوص محبت بھرے انداز کا ذکر کرتے ہوئے بے اختیار حضرت کعب بن مالکؓ کے ساتھ گزرنے والا واقعہ یاد آ جاتا ہے جس میں آپ کی بے پایاں محبت اور شفقت کا اظہار بھی ہے اور خدائی حکم کی پابندی اور اپنے نفس پر ضبط کا بے نظیر مظاہرہ بھی۔ جب حضرت کعب بن مالکؓ کو غزوۂ تبوک سے پیچھے رہ جانے پر مقاطعہ کی سزا دی گئی تو ان پر کیا گزری۔ یہ ایک لمبی داستان ہے۔ میرے موضوع سے متعلق یہ حصہ ہے کہ اس دوران جب کعب بن مالکؓ مسجد میں جا کر خاص طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب ہو کر نماز پڑھنے لگتے اور نماز میں مستغرق ہوتے تو ماں سے بڑھ کر محبت کرنے والا آقا۔ وفورِ محبت سے بے قابو ہو کر آپ کی طرف دیکھنے لگتا لیکن جوں ہی کعب بن مالکؓ کی نظر آپ کی طرف اٹھتی تو اپنے جذبات پر سب سے زیادہ قابو رکھنے والا اور خدائی حکم پر سب سے زیادہ سختی سے عمل کرنے والا وہی شفیق و مہربان آقا اپنی نظریں پھیر لیتا اور دوسری طرف دیکھنے لگتا۔ اللہ! اللہ! کیا شانِ دلربائی ہے اس اندازِ تربیت میں اور اس اظہار محبت میں۔ اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ ایسے مواقع پر حضرت کعب بن مالکؓ کے دل پر کیا گزرتی ہوگی؟

اب ذرا اسی اندازِ تربیت کا دوسرا پہلو ملاحظہ ہو کہ موقع کی مناسبت سے مشفق و مہربان آقا کے انداز میں غصہ کی کیفیت ظاہر ہوتی ہے۔ لیکن یہ غصہ بھی محبت کے سرچشمہ سے پھوٹتا ہے

اور کس طرح فوری طور پر شیریں نتائج پر منتج ہوتا ہے۔

حضرت ابومسعود بدریؓ روایت کرتے ہیں کہ ایک دفعہ میں نے کسی بات پر اپنے غلام کو مارا۔ عین اسی وقت میں نے اپنے پیچھے ایک شخص کی آواز سنی جو کہہ رہا تھا ''دیکھو ابومسعود یہ کیا کرتے ہو؟'' ۔میں نے یہ آواز سنی لیکن غصہ کی وجہ سے اس کو پہچان نہ سکا اور غلام کو برابر مارتا چلا گیا۔ اتنے میں وہ آواز میرے قریب آ گئی اور میں نے پیچھے مڑ کر دیکھا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جو یہ آواز دیتے ہوئے بڑھتے چلے آ رہے ہیں۔ حضرت ابومسعودؓ بیان کرتے ہیں کہ رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتے ہی میرے ہوش اُڑ گئے اور چھڑی میرے ہاتھ سے گر گئی۔ رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے غصہ کی نظر سے میری طرف دیکھا اور فرمایا، ''ابومسعود! خوب اچھی طرح جان لو کہ تمہارے سر پر ایک خدا ہے جو تمہارے متعلق اس سے بہت زیادہ طاقت رکھتا ہے جتنی تم اس غلام پر رکھتے ہو''۔۔۔ یہ زوردار کلمۂ نصیحت کچھ اس انداز میں آپ کی زبانِ مبارک سے نکلا کہ ابومسعود کی ہستی کو ہلا کر رکھ دیا انہوں نے فوراً عرض کیا: ''یارسول اللہ! میں خدا کی خاطر اس غلام کو بھی آزاد کرتا ہوں اور عہد کرتا ہوں کہ آئندہ کبھی کسی غلام کو ہرگز نہ ماروں گا''۔ رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''تم نے بہت اچھا کیا۔ اگر تم ایسا نہ کرتے تو جہنم کی آگ تمہارے منہ کو جھلس کر رکھ دیتی''۔

(مسلم باب کتاب الایمان باب ۳۵)

تربیت کے تقاضے باریک در باریک ہوتے ہیں۔ ان سب تقاضوں کو پورا کرنا اُس وجود کے لئے ممکن تھا جس کو خدائے بزرگ و برتر نے ہمیشہ ہمیش کے لئے، اولین و آخرین کے لئے، ہر اسود و احمر کے لئے اسوۂ حسنہ قرار دیا ہے۔

مشکل یہ ہے کہ اس ہمہ گیر اور ہر لحاظ سے جامع اندازِ تربیت کی مثالوں کا احاطہ کرنا میرے بس کی بات نہیں۔ مجھے تو یوں لگتا ہے کہ جس قول پر بھی نظر کی جائے یا جس فعل پر بھی غور کیا جائے، اس میں تربیت کا کوئی نہ کوئی پہلو ہمیشہ موجود دکھائی دیتا ہے۔

☆ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ ایک دلچسپ واقعہ بیان کرتے ہیں جس سے سیرتِ طاہرہ کے مختلف پہلوؤں پر روشنی پڑتی ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ ایسا ہوا کہ جب رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں نماز پڑھائی تو ہمیں اس میں کوئی کمی بیشی محسوس ہوئی لیکن ہم ادب کے خیال سے اور اس خیال کی وجہ سے خاموش رہے کہ شاید نماز کے بارہ میں کوئی نئی ہدایت نازل ہو چکی ہو۔ نماز کے بعد ہم نے بصد ادب حضور سے یہی بات دریافت کی تو آپ نے مزید وضاحت سے پوچھا کہ کیا ہوا۔ اس پر ہم نے عرض کیا کہ حضور نے آج اس اس طرح نماز پڑھائی ہے جو سابقہ معمول سے ذرا مختلف ہے۔ اس پر رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کی تعلیم و تربیت کی خاطر کیا ہی دل نشین انداز میں یوں فرمایا:

''میں بھی تو تمہاری طرح ایک انسان ہوں۔ جس طرح تم بھولتے ہو اسی طرح میں بھی بھول سکتا ہوں۔ یاد رکھو کہ جب بھی تم میں سے کوئی نماز میں بھول جائے تو اسے چاہئے کہ دو سجدۂ سہو کر لیا کرے''۔ (مسند احمد صفحہ ۲۲۴ جلد اوّل)

اس کے بعد سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اس ہدایت پر خود عمل کر کے دکھایا۔ آپ نے قبلہ رُخ ہو کر دو سجدے کئے اور صحابہ بھی محبوب آقا کے ساتھ سجدہ ریز ہو گئے! اس روایت میں تربیت کے بے تکلف انداز کے علاوہ رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے عجز و انکسار پر بھی خوب روشنی پڑتی ہے۔ سبحان اللہ کیا عظیم الشان اللہ تعالیٰ کا بزرگ رسول ہے جو اپنے سہو کا اعتراف کرتے ہوئے کوئی حجاب محسوس نہیں کرتا۔ یہ عظمتِ کردار اسی کو نصیب

ہوتی ہے جس کو خداتعالیٰ نے اِنک لعلی خلقٍ عظیم کا خطاب دیا ہو۔

☆ ایک صحابیہ کے گھر کے اندر رونما ہونے والا ایک مختصر اور سادہ سا واقعہ تربیت کے بہت سے دلربا پہلو لئے ہوئے ہے۔ ایک دفعہ حضرت انسؓ کی دادی ملیکہ نے آپ کی دعوت کی۔ کھانا خود تیار کیا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ازراہِ شفقت ان کے گھر تشریف لے گئے اور کھانا نوش فرمایا۔ اس کے بعد آپ کا پیارا اندازِ تعلیم وتربیت ملاحظہ ہو۔ آپ نے فرمایا ''آؤ میں تمہیں نماز پڑھاؤں'' ان کے گھر میں صرف ایک چٹائی تھی اور وہ بھی بہت پرانی اور سیاہ۔ حضرت انسؓ نے پہلے اس چٹائی کو پانی سے دھویا۔ اسے صاف کرکے نماز کے لئے بچھادیا۔ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے امامت کروائی۔ حضرت انسؓ اور اہل خانہ صف باندھ کر پیچھے کھڑے ہوئے۔ دو رکعت نماز ادا کرنے کے بعد آپ واپس تشریف لے گئے۔ (بخاری باب الصلوٰۃ علی الحصیر)

کتنا سادہ واقعہ ہے لیکن کتنا پیارا۔ محبت وشفقت بھی جھلکتی ہے اور آدابِ تربیت بھی۔ کیا ہی پیارا درسِ حکمت ہم سب کے لئے ہے کہ کھانے کی دعوتوں کے موقعوں پر نمازوں کا باجماعت قیام کبھی نہیں بھولنا چاہئے۔

☆ قیامِ نماز کے ہی سلسلہ میں ایک اور واقعہ کا بھی اس جگہ ذکر کرنا مناسب ہوگا۔ حضرت مغیرہ بن شعبہؓ روایت کرتے ہیں کہ ایک شام مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مہمان ہونے کی سعادت نصیب ہوئی۔ حضور نے میرے لئے گوشت کا ایک ٹکڑا بھنوایا اور پھر باکمال شفقت سے چھری سے گوشت کے ٹکڑے کاٹ کاٹ کر مجھے دینے لگے۔ ہم کھانا کھارہے تھے کہ حضرت بلالؓ نے آکر نماز کی اطلاع دی۔ رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوہ ملاحظہ ہو۔ آپ نے نماز کا سنتے ہی چھری ہاتھ سے رکھ دی اور نہایت محبت بھرے انداز میں فرمایا: اللہ بلال کا بھلا کرے۔ اس کو کیا جلدی پڑی تھی۔ کچھ تو انتظار کرلیا ہوتا۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ یہ فرمانا صرف اس خیال سے ہوگا مہمان کی مہمان نوازی تو مکمل کرلینے دیتا وگرنہ جہاں تک نماز کے ہر بات پر مقدم ہونے کا تعلق ہے وہ تو آپؐ کے اس قول سے عیاں ہے کہ

قرۃ عینی فی الصلاۃ کہ میری سب سے محبوب چیز اور میری آنکھوں کی حقیقی راحت نماز میں ہے اور اس کا عملی ثبوت آپؐ نے دیا کہ آپ فوراً اٹھ کھڑے ہوئے اور مسجد میں جاکر نماز ادا فرمائی۔

(ابوداؤد کتاب الطہارۃ باب ترک الوضوء)

اس واقعہ میں بھی عظیم درسِ نصیحت ہے کہ دعوتوں کے مواقع پر نماز کو بہر صورت مقدم کرنا اور اس کا اہتمام کرنا لازم ہے

☆ ایک انصاری صحابی حضرت ابوشعیبؓ نے ایک بار محبوبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو دعوتِ طعام کے لئے مدعو کیا اور ساتھ ہی یہ عرض کیا کہ میں حضورؐ کے ساتھ چار اور آدمیوں کو مدعو کرتا ہوں۔ جب دعوت کا وقت ہوا تو آپ حضرت شعیبؓ کے ہاں جانے کے لئے روانہ ہوئے۔ ایک چھٹا شخص بھی جو اتفاقاً اس موقعہ پر موجود تھا اور غالباً اسے یہ معلوم نہ ہوگا کہ دعوت صرف پانچ افراد کی ہے، آپ کے ساتھ چل پڑا۔ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے طبعی حجاب اور حیاداری کی وجہ سے اس صحابی کو منع نہ فرمایا اور نہ کسی اور ساتھی نے اسے توجہ دلائی۔ لیکن کسی شخص کا بن بلائے دعوت پر جانا درست نہیں اور رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی طبیعت میں یہ بات داخل تھی کہ آپ ہر غلط بات کی نشاندہی فرماتے، اس موقعہ پر رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے جو طریقِ تربیت اختیار فرمایا وہ بہت ہی دلچسپ اور شاندار تھا۔ جب آپ

میزبان صحابی کے دروازے پر پہنچے تو گھر کے باہر ہی رُک گئے اور اس سے فرمایا کہ تم نے ہم پانچ آدمیوں کو مدعو کیا تھا۔ یہ ایک اور شخص بھی ہمارے ساتھ آ گیا ہے۔ اب بتاؤ کہ اسے بھی اندر آنے کی اجازت ہے یا نہیں۔ میزبان صحابی نے کہا: یا رسول اللہ اسے بھی اجازت ہے۔ اس پر آپ اس چھٹے شخص کے ہمراہ گھر کے اندر داخل ہوئے۔ (صحیح مسلم کتاب الاشربہ)

بڑا ہی پُر حکمت طریق تربیت تھا، بن بلائے ساتھ شامل ہو جانے کی دل شکنی بھی نہ ہوئی۔ میزبان صحابی پر بھی واضح ہو گیا کہ دعوت میں ایک شخص زائد شامل ہے اور ہر دیکھنے سننے والے کو یہ نصیحت کس عمدگی سے پہنچ گئی کہ کبھی بھی بن بلائے کسی دعوت میں شامل نہیں ہونا چاہئے۔ خدا کرے یہ نصیحت ہر ایک کو یاد رہے اور اس پر عمل کی توفیق ملے۔

☆ حضرات! حسنِ تربیت کے سلسلہ میں واقعات تو اس قدر ہیں کہ ان کا شمار ممکن نہیں۔ ایک اور بڑا ہی حسین واقعہ عرض کرتا ہوں جو گھر کے اندر گھریلو ماحول میں رونما ہوا اور اپنے اندر نصیحت اور تربیت کے بے شمار پہلو لئے ہوئے ہے۔

ایک بار رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بیوی کے ہاں تھے تو کسی اور بیوی نے کسی خادم کے ہاتھ کھانے کا ایک پیالہ آپ کی خدمت میں تحفہ کے طور پر بھجوایا۔ جس بیوی کے ہاں آپ کا قیام تھا اسے یہ بات ناگوار گزری کہ کوئی اور بیوی اس طرح کوئی تحفہ بھجوائے۔ جذبات کی یہ کیفیت ہوگئی کہ اس بیوی نے اس پیالہ پر زور سے ہاتھ مارا، پیالہ ٹوٹ گیا اور سارا کھانا نیچے گر گیا۔ اب ذرا سوچیئے کہ یہ وقوعہ دیکھ کر رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے دل کی کیا کیفیت ہوئی ہوگی اور آپ نے اس صورتِ حال میں اصلاح و احوال کا کیا طریق اختیار فرمایا ہوگا۔ یہ ایک مشکل اور جذباتی موقعہ تھا۔ دونوں طرف ازواجِ مطہرات کا معاملہ تھا جن کی یکساں دلداری اور انصاف آپ کی تعلیم اور آپ کا اسوہ تھا۔ کوئی اور ہوتا تو نہ جانے کیا کرتا لیکن ہمارے پیارے آقا نے جو طریق اختیار فرمایا اس سے بہتر تصوّر نہیں کیا جا سکتا۔

سنیئے اور قربان جایئے محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے حسنِ عمل پر۔ آپ نے اپنے دستِ مبارک سے ٹوٹے ہوئے پیالہ کے ٹکڑوں کو یکجا کیا۔ پیالہ کی شکل بن گئی تو گرے ہوئے کھانے کو اٹھا کر اس پیالہ میں رکھا اور پھر گھر والوں سے فرمایا کہ اب اس کھانے کو کھالو۔ اس عرصہ میں آپ نے پیالہ لانے والے خادم کو وہیں روکے رکھا۔ جب سب نے کھانا کھالیا تو آپ نے ایک صاف ستھرا نیا پیالہ، تحفہ بھجوانے والی بیوی کو واپس بھجوادیا اور ٹوٹا ہوا پیالہ اسی گھر میں رہنے دیا! (بخاری کتاب الملقطہ)

تفصیل میں جانے کا یہاں موقعہ نہیں لیکن رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے اندازِ تربیت کے سلسلہ میں یہ ایک شاہکار واقعہ ہے جس میں حکمت و فراست، دلداری و انصاف، تحمل و بردباری، معاملہ کو احسن رنگ میں نپٹانے اور سب کو یکساں درسِ نصیحت دینے کے لاتعداد پہلو شامل ہیں۔

اختتامیہ

حضرات! تقریر کے لئے مقررہ وقت ختم ہوا چاہتا ہے اور محبوب خدا کی مقدس سیرت کا یہ بیان ابھی تک ناتمام ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ سیرت النبی کا تذکرہ کسی پہلو سے بھی ہو، ہمیشہ ہی نامکمل رہ جاتا ہے کیونکہ یہ مبارک تذکرہ ایک ایسے بحرِ ناپیدا کنار کی طرح ہے جس کی شناوری کسی بھی انسان کے بس کی بات نہیں۔ یہ اس مقدس ہستی کا تذکرہ ہے جس کی رحمت اور کرم کا دامن ساری دنیا پر محیط ہے اور جس کے فیضان کی وسعت زمان و مکان کی ہر قید سے بالاتر ہے پس لازم ہے کہ یہ بیان ہمیشہ ہی نامکمل رہے گا اور اس بظاہر سقم میں اسکی عظمت کا راز پنہاں ہے۔ غالب کا مصرعہ اگر کسی صورتِ حال پر بہت خوبصورتی سے

صادق آتا ہے تو وہ سیرت النبی کا بیان ہے کہ ہر کوشش کرنے کے باوجود ہر مدح خواں کو بالآخر یہ تسلیم کرنا ہی پڑتا ہے کہ

؎ حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

حضرات آج کی اس مقدس مجلس میں ہم نے جو کچھ سنا وہ بحرِ زلالِ محمدی کے محض چند قطرات کا بیان ہے۔ یہ اس معلّمِ کل جہاں اور مربی دو عالم کے نقوش پا کا مقدس تذکرہ ہے جس کو خدا تعالیٰ نے ہر میدان میں اسوۂ حسنہ قرار دیا ہے۔ آقائے نامدار کے ان نقوشِ پا کی قدم باقدم پیروی کرنا نہ صرف ہمارا فرض ہے بلکہ یہی ہماری کامیابی اور سرخروئی کی حقیقی ضمانت ہے۔ جماعت احمدیہ کی تاریخ کا یہ مرحلہ تاریخی بھی ہے اور تاریخ ساز بھی کہ جماعت کی ترقی کی رفتار غیر معمولی سرعت اختیار کر چکی ہے۔ کبھی وہ دن تھا کہ جب جماعت کی تاریخ میں سلسلہ بیعت کا آغاز ہوا تو صرف چالیس افراد نے حضرت مسیح موعود کے مقدس ہاتھ پر بیعت توبہ میں شرکت کی اور یا آج یہ کیفیت ہے کہ محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت کی کل تعداد چالیس ملین سے تجاوز کر چکی ہے۔ ان فقید المثال کامیابیوں پر سجدات شکر بجالاتے ہوئے ہمارا فرضِ منصبی ہے کہ ہم اپنی ذاتی تربیت اور اصلاحِ نفس کرتے ہوئے اپنے کردار کو ایسا عمدہ بنائیں کہ اس میں احمدیت کی حسین تصویر نظر آئے۔ پھر دوسروں کی تعلیم و تربیت کا فریضہ بھی اسی تعہد سے ادا کریں کہ جماعت کا ہر فرد اعلیٰ اسلامی تعلیمات کا صحیح نمونہ اور پیغام احمدیت کا نقیب بن جائے۔ اس کے ساتھ ساتھ ہمارا یہ بھی فرض ہے کہ ہم قافلہ در قافلہ اور فوج در فوج آنے والے ان نو احمدیوں کی تربیت اس اہتمام سے کریں کہ وہ جلد از جلد اسلامی تعلیمات پر عمل کرنے والے اور اس شمعِ نور کو دنیا میں پھیلانے والے بن جائیں۔ اس عظیم الشان مہم کو کامیابی اور سرخروئی سے سر کرنے کے لئے ہمارے لئے ایک ہی اسوہ ہے جو ہمارے آقا و مولا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا بے مثال اسوہ ہے۔

میرے بھائیو اور بزرگو! یہ باتیں محض سننے اور سنانے کی نہیں دل و جان سے اپنانے اور عمل کرنے کی باتیں ہیں۔ پس ضرورت ہے کہ ہر فردِ جماعت تربیت کے یہ قرینے مربی اعظم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے سیکھے اور معلم حقیقی کے تربیت کے انداز کی قدم بقدم اس طور سے پیروی کرے کہ سیرت نبوی کا یہ حسین اسوہ ہمارے کردار کا ایک جزو لاینفک بن جائے۔ خدا کرے کہ اسوۂ رسول کا یہ سراجِ منیر ہمارے جسم و جان اور ہماری روح کو پاتال تک منور کر دے۔ خدا کرے کہ ہم تربیت کے یہ سب انداز اور تربیت کے یہ سب قرینے اپنے ہادی کامل محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم سے سیکھنے والے ہوں اور اُس برکت و تاثیر کو حاصل کرنے والے ہوں جو ہر سچے غلامِ مصطفیٰ کو خدائے رحمان کی طرف سے عطا کی جاتی ہے۔ آمین۔

﴿وآخر دعوانا أن الحمد للہ رب العلمین﴾

مشکوٰۃ کی بدل اشتراک میں اضافہ

جنوری 2001ء سے مشکوٰۃ کی بدل اشتراک میں اضافہ کیا گیا ہے۔ مہنگائی کی وجہ سے طباعت، کمپیوٹر ٹائپ سیٹنگ، ترسیل وغیرہ پر زیادہ اخراجات آرہے ہیں۔ علاوہ ازیں اب جنوری 2000 سے رسالہ دوماہی کی بجائے ماہانہ ہو چکا ہے۔ بایں وجہ بھی اخراجات میں کافی اضافہ ہو گیا ہے۔

اس لئے اب نئی شرح حسب ذیل ہو گی۔

اندرون ملک-00-100 (فی پرچہ دس روپیہ)

بیرون ملک-00-30 امریکن ڈالر

امید ہے کہ خریداران حضرات ادارے کے ساتھ حسب سابق تعاون فرماتے رہیں گے۔ جزاکم اللہ (مینجر مشکوٰۃ)

وہ خزائن جو ہزاروں سال سے مدفون تھے

براہین احمدیہ جلد چہارم

دسویں قسط

گزشتہ قسط میں اس بات کا بیان چل رہا تھا کہ برہمو سماج والے یہ وسوسہ پیش کرتے ہیں کہ الہام نئی تحقیقات کے رستے میں روک ہے کیونکہ انسان الہام پر اعتبار کر کے بیٹھ جاتا ہے اور اس طرح سے اس کی قوت جستجو ختم ہو جاتی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو اس کا مفصل جواب دیا ہے اس کا خلاصہ پچھلی قسط میں آچکا ہے۔ اب اسی سلسلہ میں مزید بیان کیا جارہا ہے۔

حضور علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اسی وسوسہ کا ایک ضمیمہ یہ بھی ہے کہ برہمو سماج والے کہتے ہیں کہ الہام وغیرہ سے انسان کے اوپر ایک قید لگ جاتی ہے اور ہم کتنے اچھے ہیں کہ ہم پر یہ قید نہیں۔ حضور علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ہم اس چیز کو مانتے ہیں کہ بلاشبہ الہام ایک قید ہے۔ مگر ایسی قید جس کے بغیر سچی آزادی کا حاصل ہونا ممکن نہیں۔ کیونکہ سچی آزادی وہی ہے جس میں کہ انسان ہر قسم کے شکوک وشبہات سے نجات پا کر مرتبہ یقین کے کمال درجہ پر پہنچ جائے اور اپنے مولیٰ کریم کو اسی دنیا میں دیکھ لے۔ اور یہ معرفت بغیر الہام ووحی کے حاصل نہیں ہوسکتی۔ پس برہمو سماج والے جس کو آزادی سمجھتے ہیں دراصل وہی ایک دن ان کے لئے قید بن جائے گی۔ کیونکہ انہوں نے حلال وحرام کی تمیز نہ رکھی اور دینی احکام کی کنجی اپنے ہاتھ میں رکھ لی۔ پس اس آزادیوں کا مزہ وہ تب چکھیں گے جس دن انہیں خدا تعالیٰ کے پاس جواب دہ ہونا پڑیگا۔

انسان کی ذاتی روحانی ترقی میں بھی الہام کا ہی ہاتھ ہوتا ہے۔ ہم دنیا میں مشاہدہ کرتے ہیں کہ جب بھی انسان خدا تعالیٰ کی طرف جانا چاہتا ہے تب اسے صدہا موانع لاحق ہوتے ہیں نفس کی روک کے ساتھ شیطان بھی پورے ہتھیاروں کے ساتھ حملہ آور ہوتا ہے پس ان سب کے ملنے سے ایک ایسا زور پیدا ہو جاتا ہے کہ انسان اکیلا ان کی مدافعت نہیں کرسکتا۔ ایسے جنگ کے موقع پر خدا تعالیٰ کے الہام کی پر زور بندوقیں درکار ہیں جو کہ دشمنوں کی صف اڑا دیں۔ پس یہ کس طرح ممکن ہے کہ خدا تعالیٰ تو پتھر کی طرح خاموش ہو کر بیٹھا رہے اور بندہ صرف اسی خیال کی بنا پر کہ اس دنیا کا کوئی خالق ہونا چاہئے عشق و وفاداری کی منازل میں اکیلا ہی آگے بڑھتا جائے پس یہ صرف خیالی باتیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ جب تک خود اپنے وجود کی خبر اپنے کلام سے نہ دے بندہ کامل معرفت نہیں پاسکتا اور کامل معرفت کے بغیر سچی محبت ممکن نہیں۔

عطاء الٰہی احسن غوری متعلم جامعہ احمدیہ قادیان

حضور علیہ السلام بیان فرماتے ہیں کہ جو لوگ الہام کو نہیں مانتے جہاں وہ کامل معرفت میں ناقص ہیں وہاں خدا تعالیٰ سے سچی محبت نہیں رکھتے۔ ایک بھی ایسا ثبوت نہیں ملتا کہ وہ بھی خدا تعالیٰ کے محبوب بندے ہیں اور انہوں نے بھی دنیا کو چھوڑ کر خدا تعالیٰ کی راہ میں ایسا قدم مارا جس پر قدم مارنے سے سینکڑوں کی جانیں تلف ہوئیں اور ہزاروں کی گردنیں اڑادی گئیں۔ پس خدا تعالیٰ کا سچا عشق اور اس کی راہ میں قربان ہونے کا حوصلہ صرف

انہیں لوگوں کو عطا ہوتا ہے جو کہ الہام کی متابعت کرتے ہیں۔ پس الہام کی صداقت کے لئے تو یہی دلیل کافی ہے کہ آسمانی برکات صرف انہیں لوگوں میں پائی جاتی ہیں جو کہ الہام و وحی پاتے ہیں۔

حضور علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اے برہموسماج والو! اب آنکھیں کھول کر دیکھ لو کہ ہماری اس تحقیق سے باکمال یہ ثابت ہو گیا کہ الہام نہ تو غیر ممکن ہے اور نہ ہی غیر موجود۔ بلکہ یہ ایک بدیہی صداقت ہے اور بدیہی ثبوت ہے۔ اور اس کے موجود ہونے کا ثبوت عملی رنگ میں ہم نے دکھایا ہے۔

سورۃ فاتحہ اور گلاب کے پھول میں مماثلت

الہام کے وجود کو ثابت کرنے کے بعد حضور علیہ السلام اب سورۃ فاتحہ کی تفسیر بیان فرماتے ہیں۔ آپ اپنے ایک کشف کو بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"...ایک مرتبہ اس عاجز نے اپنی نظر کشفی میں سورۃ فاتحہ کو دیکھا کہ ایک ورق پر لکھی ہوئی اس عاجز کے ہاتھ میں ہے اور ایک ایسی خوبصورت اور دلکش شکل میں ہے کہ گویا وہ کاغذ جس پر سورۃ فاتحہ لکھی ہوئی ہے سرخ سرخ اور ملائم گلاب کے پھولوں سے اس قدر لدا ہوا ہے کہ جس کا کچھ انتہا نہیں۔ اور جب یہ عاجز اس سورۃ کی کوئی آیت پڑھتا ہے تو اس میں سے بہت سے گلاب کے پھول ایک خوش آواز کے ساتھ پرواز کر کے اوپر کی طرف اڑتے ہیں اور وہ پھول نہایت لطیف اور بڑے بڑے اور سندر اور تر و تازہ اور خوشبودار ہیں جن کے اوپر چڑھنے کے وقت دل و دماغ نہایت معطر ہو جاتا ہے اور ایک ایسا عالم مستی کا پیدا کرتے ہیں کہ جو اپنی بے مثل لذتوں کی کشش سے دنیا و مافیہا سے نہایت درجہ کی نفرت دلاتے ہیں۔ اس مکاشفہ سے معلوم ہوا کہ گلاب کے پھول کو سورۃ فاتحہ کے ساتھ ایک روحانی مناسبت ہے۔ سو ایسی مناسبت کے لحاظ سے اس مثال کو اختیار کیا گیا۔ اور مناسب معلوم ہوا کہ اول بطور مثال گلاب کے پھول کے عجائبات کو کہ جو اس کے ظاہر و باطن میں پائے جاتے ہیں لکھا جائے۔ اور پھر بمقابلہ اس کے عجائبات کے سورۃ فاتحہ کے عجائبات ظاہری و باطنی قلمبند ہوں۔...پس جاننا چاہئے کہ یہ امر ہر یک عاقل کے نزدیک بغیر کسی تردد اور توقف کے مسلم الثبوت ہے کہ گلاب کا پھول بھی مثل اور مصنوعات الٰہیہ کے ایسی عمدہ خوبیاں اپنی ذات میں جمع رکھتا ہے جن کی مثل بنانے پر انسان قادر نہیں اور وہ دو طور کی خوبیاں ہیں ایک وہ کہ جو اس کی ظاہری صورت میں پائی جاتی ہیں اور وہ یہ ہیں کہ اس کا رنگ نہایت خوشنما اور خوب ہے اور اس کی خوشبو نہایت دلآرام اور دلکش ہے اور اس کے ظاہر بدن میں نہایت درجہ کی ملائمت اور تر و تازگی اور نرمی اور نزاکت اور صفائی ہے۔ اور دوسری وہ خوبیاں ہیں کہ جو باطنی طور پر حکیم مطلق نے اس میں ڈال رکھی ہیں یعنی وہ خواص جو اس کے جوہر میں پوشیدہ ہیں اور وہ یہ ہیں کہ وہ مفرح اور مقوی قلب اور مسکن صفرا ہے۔...اور اسی طرح اور کئی امراض بدنی فائدہ مند ہے...اب سمجھنا چاہئے کہ یہی وجوہ بے نظیری کی سورۃ فاتحہ میں بلکہ قرآن شریف کے ہر یک حصہ اقل قلیل میں کہ جو چار آیت سے بھی کم ہو پائی جاتی ہیں پہلے ظاہری صورت پر نظر ڈال کر دیکھو کہ کیسی رنگینی عبارت اور خوش بیانی اور جودت الفاظ اور کلام میں کمال سلاست اور نرمی اور روانگی اور آب و تاب اور لطافت وغیرہ لوازم حسن کلام اپنا کامل جلوہ دکھا رہے ہیں۔ ایسا جلوہ کہ جس پر زیادت متصور نہیں۔ اور وحشت کلمات اور تعقید ترکیبات سے بکلی سالم اور بری ہے۔ ہر یک

نقرہ اس کا نہایت فصیح اور بلیغ ہے اور ہر یک ترکیب اس کی اپنے اپنے موقع پر واقعہ ہے اور ہر یک قسم کا التزام جس سے حسن کلام بڑھتا ہے اور لطافت عبارت کھلتی ہے سب اس میں پایا جاتا ہے۔ اور جس قدر حسن تقریر کے لئے بلاغت اور خوش بیانی کا اعلیٰ سے درجہ ذہن میں آسکتا ہے وہ کامل طور پر اس میں موجود اور مشہود ہے اور جس قدر مطلب کے دل نشیں کرنے کے لئے حسن بیان درکار ہے وہ سب اس میں مہیا اور موجود ہے اور باوجود اس بلاغت معانی اور التزام کمالیت حسن بیان کے صدق اور راستی کی خوشبو سے بھرا ہوا ہے۔ کوئی مبالغہ ایسا نہیں جس میں جھوٹ کی ذرا آمیزش ہو۔ کوئی رنگینی عبارت اس قسم کی نہیں جس میں شاعروں کی طرح جھوٹ اور ہزل اور فضول گوئی کی نجاست اور بدبو سے مدد لی گئی ہو۔ پس جیسے شاعروں کا کلام جھوٹ اور ہزل اور فضول گوئی کی بدبو سے بھرا ہوا ہوتا ہے یہ کلام صداقت اور راستی کی لطیف خوشبو سے بھرا ہوا ہے۔ اور پھر اس خوشبو کے ساتھ خوش بیانی اور جودت الفاظ اور رنگینی اور صفائی عبارت کو ایسا جمع کیا گیا ہے کہ جیسے گلاب کے پھول میں خوشبو کے ساتھ اس کی خوش رنگی اور صفائی بھی جمع ہوتی ہے۔ یہ خوبیاں تو باعتبار ظاہر کے ہیں اور با اعتبار باطن کے اس میں یعنی سورۃ فاتحہ میں یہ خواص ہیں کہ وہ بڑی بڑی امراض روحانی کے علاج پر مشتمل ہے اور تکمیل قوت علمی اور عملی کے لئے بہت سا سامان اس میں موجود ہے اور بڑے بڑے بگاڑوں کی اصلاح کرتی ہے اور بڑے بڑے معارف اور دقائق اور لطائف کہ جو حکیموں اور فلسفیوں کی نظر سے چھپے رہے اس میں مذکور ہیں۔ سالک کے دل کو اس کے پڑھنے سے یقینی قوت پڑتی ہے اور شک اور شبہ اور ضلالت کی بیماری سے شفا حاصل ہوتی ہے اور بہت سی اعلیٰ درجہ کی صداقتیں اور نہایت باریک حقیقتیں جو تکمیل نفس ناطقہ کے لئے ضروری ہیں اس کے مبارک مضمون میں بھری ہوئی ہیں۔ اور ظاہر ہے کہ یہ کمالات بھی ایسے ہیں کہ گلاب کے پھول کے کمالات کی طرح ان میں بھی عادتاً ممتنع معلوم ہوتا ہے کہ وہ کسی انسان کے کلام میں مجتمع ہوسکیں۔

یہ تو وہ وجوہ ہیں کہ جو سورۃ فاتحہ اور قرآن شریف میں ایسے طور سے پائی جاتی ہیں جن کو گلاب کے پھول کی وجوہ بے نظیری سے بکلی مطابقت ہے۔ لیکن سورۃ فاتحہ اور قرآن شریف میں ایک اور خاصہ بزرگ پایا جاتا ہے کہ جو اسی کلام پاک سے خاص ہے اور وہ یہ ہے کہ اس کو توجہ اور اخلاص سے پڑھنا دل کو صاف کرتا ہے اور ظلمانی پردوں کو اٹھاتا ہے اور سینے کو منشرح کرتا ہے اور طالب حق کو حضرت احدیت کی طرف کھینچ کر ایسے انوار اور آثار کا مورد کرتا ہے کہ جو مقربان حضرت احدیت میں ہونی چاہئیں۔"

(ص 395-402)

اس سلسلہ میں باقی تفسیر انشاء اللہ اگلی قسط میں بیان کی جائیگی۔

اعلان

تمام قائدین مجالس سے گذارش ہے کہ ماہانہ کارگزاری رپورٹ بروقت بھجوایا کریں۔ کیونکہ مجالس سے آمدہ رپورٹس کی روشنی میں حضور انور کی خدمت میں رپورٹ بھجوائی جاتی ہے۔ اسلئے قائدین مجالس بالخصوص اس کی پابندی کریں۔

(معتمد مجلس خدام الاحمدیہ بھارت)

مشکوٰۃ کی توسیع اشاعت میں بھرپور حصہ لیجئے۔
یہ آپ کا تنظیمی فریضہ ہے۔ (مینیجر مشکوٰۃ)

تقویم ہجری شمسی کا اجراء---------(2)

ماہ تبلیغ بمـــــــقابل فروری

اعتماد: کتابچہ شانِ خاتم النبیین (۲)

از عزیزہ منصورہ اللہ دین-حیدر آباد

قارئین کرام! گزشتہ شمارہ میں خاکسار نے تقویم ہجری شمسی کا تعارف کرواتے ہوئے ماہ صلح بمقابل جنوری کے بارہ میں بیان کیا تھا۔ اور یہ کہ جنوری کے مقابل پر ہجری شمسی کے پہلے ماہ کا نام "صلح" رکھنے کے پس منظر اور اس کی حکمت کے بارہ میں بھی تفصیل سے روشنی ڈالی تھی۔ سو اس شمارہ میں ہجری شمسی کے دوسرے مہینہ "تبلیغ" کے بارہ میں بعض باتیں عرض کی جاتی ہیں۔

یہ شمسی مہینہ جس کا نام عیسوی سن کے لحاظ سے فروری ہے اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بادشاہوں کے نام تبلیغی خطوط ارسال فرمائے۔ اسی مناسبت سے حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے اس مہینے کا نام تبلیغ تجویز فرمایا۔

آیئے آج میں آپ کو تاریخ کے اس دریچے میں لے چلوں جہاں سے آپ ہم سب کے آقا و مطاع فخر الانبیاء سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی دلنشیں و بے نظیر تبلیغ کا نظارہ کر کے اپنے قلب کو گرما کر ہر لحہ اس اسوہ رسول کو اپنے ہر قول و فعل میں پیش نظر رکھ سکیں۔ خدا کرے کہ ایسا ہی ہو۔

قارئین! تبلیغ نبوت کے فرائض میں سے ایک اہم فریضہ ہے بلکہ سب سے اہم اور بنیادی مقصد ایک نبی کی بعثت کا تبلیغ ہی ہوتا ہے۔ چنانچہ خدا تعالیٰ نے سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے ارشاد فرمایا یایھا الرسول بلغ ما انزل الیك وان لم تفعل فما بلغت رسالته (المائدہ-۶۸) کہ اے رسول! تیرے رب کی طرف سے جو کلام بھی تجھ پر اتارا گیا ہے اسے لوگوں تک پہنچا اور اگر تو نے ایسا نہ کیا تو تو نے اس کا پیغام بالکل نہیں پہنچایا۔ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم غار حرا میں پہلی وحی جو نازل ہوئی ان آیات کا مفہوم یہ ہے کہ تمام دنیا کو اپنے رب کے نام پر جس نے تجھ کو اور کل مخلوق کو پیدا کیا ہے پڑھ کر آسمانی پیغام سنا دے۔ وہ خدا جس نے انسان کو ایسے طور پر پیدا کیا ہے کہ اس کے دل میں خدا تعالیٰ اور اس کی مخلوق کی محبت کا بیج پایا جاتا ہے۔ ہاں سب دنیا کو یہ پیغام سنا دے کہ تیرا رب جو سب سے زیادہ عزت والا ہے تیرے ساتھ ہوگا۔ وہ جس نے دنیا کو علوم سکھانے کے لئے قلم بنایا ہے اور انسان کو وہ کچھ سکھانے کے لئے آمادہ ہوا ہے جو اس سے پہلے انسان نہیں جانتا تھا۔ اس وحیٔ مقدس کے نزول کے بعد دعوۃ الی اللہ کا جو کام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شروع فرمایا وہ آپ کی زیست کے اس آخری لحہ تک جاری رہا جس میں فی الرفیق الاعلیٰ کہتے ہوئے آپ اس عالم فانی سے عالم جاودانی کی طرف رحلت فرما گئے۔

قارئین کرام! جب تک ذمہ داری کا احساس نہ ہو کوئی بھی کام کما حقہ انجام نہیں پا سکتا یہ ذمہ داری کا احساس ہی تھا جو آپ کو ہر وقت بے چین کئے رہتا اور کسی مرحلہ پر آپ نے سکون سے گھر میں بیٹھنا گوارا نہیں کیا اور اس قدر اس راہ میں اپنی جان پر دکھ اٹھائے خدا تعالیٰ بھی آپ کی فرض شناسی اور اس کی بجا آوری سے نہ صرف خوش ہوا بلکہ اس کی شفقت کو تو اپنے حبیب کا دکھ دیکھا نہ گیا اور رحمت باری یوں گویا ہوئی لعلك باخع نفسك الا یکونو مؤمنین (الشعراء:۴) کہ اے محمد! صلی اللہ علیہ وسلم ٹھیک ہے میں نے حکم دیا تھا کہ بلغ ما انزل الیک وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ لیکن تو نے تو حد ہی کر دی۔ مجھے تو ڈر ہے کہیں اس غم

میں کہ یہ سب کیوں مؤمن نہیں بن جاتے اپنی جان ہی کو ہلاک نہ کر بیٹھے۔ سبحان اللہ آیئے! آج میں آپ کو ان وحشی صفت انسانوں میں لے چلوں جن میں وہ انسان کامل وہ خاتم الانبیاء مبعوث ہوا جس نے ان وحشیوں کو خدا نما انسان بنا دیا اور یہ کوئی معمولی تعویز گنڈوں کا کھیل نہیں بلکہ آپ کی 23 سالہ مسلسل تبلیغ آپ کے عملی نمونے اور اندھیری راتوں کی متضرعانہ دعاؤں کا کرشمہ تھا۔ جو آپ کی سیرت طیبہ کا سب سے روشن اور درخشندہ باب ہے۔ جس میں آپ کی حکمت عملی خدا کی رحمت پر غیر متزلزل ایمان جس نے ہر مایوسی کے سمندر میں سے آپ کو بعافیت عبور کرایا۔ حیرت انگیز شجاعت جسمانی ذہنی اور روحانی اذیتوں پر بے مثال صبر وتحمل اور بدی کے بدلے نیکی اور ہر گالی کے جواب میں دعاؤں کے پیارے نظارے صحراء میں گلستان یا تاریک شب میں ستاروں کی دید کا روح پرور منظر پیش کرتے ہیں۔ قارئین کرام! جو مشن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سپرد ہوا وہ کوئی معمولی نوعیت کا نہیں تھا اندھیرے کو روشنی میں تبدیل کرنے کا مشن تھا۔ ظاہر ہے اس کے لئے بڑی حکمت اور دوراندیشی کی ضرورت تھی چنانچہ ابتدائی تین سالوں میں آپ نہایت حکمت عملی کے ساتھ خفیہ طور پر تبلیغ کرتے نظر آتے ہیں لوگوں کے چہروں کو پڑھ کر ان کی نبض پر ہاتھ رکھ کر دھیرے دھیرے الٰہی پیغام کو گوش گزار کرتے جاتے ہیں۔ غرض ان ابتدائی تین سالوں میں آپ کی پر حکمت تبلیغ نے ایسے لعل و جواہر ڈھونڈ نکالے جو یقیناً تاج اسلام کی چوٹی پر جڑاؤ کرنے کے لائق ہیں۔

سنہ ۴ نبوی میں آپ پر جو آیتیں نازل ہوئیں ان کا ترجمہ یہ ہے ۔ جو تجھے حکم دیا گیا ہے وہ لوگوں کو سنا دے اور اپنے قریبی رشتہ داروں کو اللہ کے عذاب سے ڈرا۔ جب یہ احکام اترے تو ہر قسم کی احتیاط بالائے طاق رکھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کوہ صفا پر چڑھ گئے اور خدا کا پیغام کھلے الفاظ میں سنا دیا۔ اس پر جو رد عمل قریش کی طرف سے ہوا وہ بڑا مایوس کن تھا۔ آپ کے چچا ابولہب نے تو یہاں تک کہہ دیا کہ تو ہلاک ہو گیا تو نے اس غرض سے ہمیں جمع کیا تھا۔ یہی نہیں بلکہ تبلیغ حق سے باز رکھنے کے لئے آپ کو جسمانی اذیتیں دی گئیں اور آپ کے سامنے آپ کے پیارے ساتھیوں پر شرمناک مظالم کی انتہا کر کے آپ کو شدید ذہنی و روحانی اذیت سے دوچار کیا گیا۔ لیکن حوادث کی آندھیوں اور طوفان کے جھکڑ بھی آپ کے پائے ثبات میں لغزش پیدا نہ کر سکے۔ کیونکہ آپ جانتے تھے کہ دعوۃ الی اللہ کے نتیجہ میں بہر حال مخالفتوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ آپ نے اپنے مشن کو نہ صرف جاری رکھا بلکہ پہلے سے زیادہ جوش کے ساتھ آپ اور آپ کے صحابہؓ سرگرم تبلیغ ہو گئے اور کفار مکہ کی تشویش ان کی عقلوں پر اس طرح چھا گئی جیسے تاریکی رات پر چھا جاتی ہے۔ حق کے مقابلہ میں عاجز اور صورت حال سے پریشان ہو کر دنیاوی لالچ کے تحائف اور دھمکی کے تیروں سے آراستہ ہو کر آپ کے چچا ابو طالب کے پاس وفد کی صورت میں آئے لیکن کوئی لالچ آپ کے قدم ڈگمگا نہ سکی اور نہ کوئی دھمکی آپ کے پائے ثبات میں لغزش پیدا کر سکی۔ بلکہ آپ نے فرمایا کہ خدا کی قسم اگر یہ لوگ میرے ایک ہاتھ میں چاند اور دوسرے ہاتھ میں سورج بھی لا کر رکھ دیں تب بھی میں اپنے فرض سے باز نہیں رہونگا اور اپنے کام میں لگا رہونگا حتی کہ خدا اسے پورا کر دے یا میں اس کوشش میں ہلاک ہو جاؤں۔ جب لالچ دھمکیوں اور ایذا رسانیوں سے بھی آپ اور آپ کے صحابہ باز نہیں آئے تو تمام قریش نے مل کر بنو ہاشم کا مکمل بائکاٹ کر دیا اور آپ اور آپ کے صحابہؓ شعب ابی طالب میں محصور ہو کر رہ گئے لیکن ان مصیبت کے ایام میں بھی جب کہ زمین باوجود اپنی فراخی کے ان پر تنگ کر دی گئی تھی آپ تبلیغ سے غافل نہ رہے چنانچہ حرمت والے مہینوں میں خیمہ خیمہ پھر کر اسلام کی تبلیغ فرماتے تھے۔

تین سالہ بائیکاٹ کے اختتام پر اور بھی زیادہ پریشان کن حالت پیدا ہو گئی۔ کیونکہ اب تو کوئی آپ کی بات سننے پر تیار نہ ہوتا تھا۔ جب مکہ والوں کی طرف سے ایسی سرد مہری اور انکار پر اصرار

کیا تو آپ اپنے خادم زید کو ہمراہ لیکر مکہ سے ساٹھ میل دور طائف کی بستی میں تبلیغ کے لئے تشریف لے گئے وہاں پہنچ کر رؤسائے شہر کو اسلام قبول کرنے کی دعوت دی لیکن سبھوں نے یکلخت انکار کر دیا اگر صرف انکار ہی کر دیتے اور باہر سے آیا ہوا مہمان سمجھ کر عزت سے رخصت کر دیتے تو تب بھی کوئی بات نہ تھی لیکن افسوس کہ آسمان کے فرشتوں نے بھی اس دن ایسا دردناک نظارہ دیکھا کہ ان کی آنکھوں میں بھی خون اتر آیا۔ طائف کے ایک رئیس نے شہر کے آوارہ لڑکوں کو آپ کے پیچھے لگا دیا انہوں نے کتے اپنے ساتھ لئے اور جھولیوں میں پتھر اپنے ساتھ لئے اور نہایت بے دردی سے پتھراؤ کرتے ہوئے ہمارے آقا و مطاع حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو شہر سے دھکیلتے ہوئے باہر لے گئے۔ برابر تین میل تک ان کتوں اور آوارہ لڑکوں نے آپ کا پیچھا کیا آپ کا سارا بدن لہولہان ہو گیا اور جوتیاں خون سے بھر گئیں۔

نادان معترض کہتا ہے آپ اس وقت بالکل بے بس تھے صبر نہ کرتے تو اور کیا کرتے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس دن جسقدر طاقت آپ کو حاصل تھی شاید ہی کسی اور موقع پر حاصل ہوئی ہو۔ چنانچہ پہاڑوں کا فرشتہ آیا اور عرض کیا مجھے خدا نے آپ کے پاس بھیجا ہے اگر ارشاد ہو تو یہ پہاڑ اٹھا کر ان کو پیس کر رکھ دوں۔ لیکن آپ نے تباہ کرنے والی طاقت کو باوجود قدرت کے استعمال نہیں کیا بلکہ فرمایا نہیں نہیں! ایسا نہ کرنا مجھے امید ہے اللہ تعالیٰ انہی میں سے وہ لوگ پیدا کرے گا جو اسلام کے خادم بنیں گے۔ اور دعا کی کہ اے خدا ان لوگوں کو معاف فرما دے کیونکہ یہ نہیں جانتے کہ یہ کیا کر رہے ہیں۔ اس تبلیغ کا نتیجہ اور اس دعا کا ثمرہ بارہ سال بعد ظاہر ہوا۔ ایک جنگی مہم سے واپسی پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو ارشاد فرمایا وہ آپ کے جذبہ تبلیغ پر نہایت تیز روشنی ڈالتا ہے آپ نے فرمایا۔ اب ہم تلوار کے چھوٹے جہاد سے تبلیغ وعبادت کے بڑے جہاد کی طرف لوٹ رہے ہیں۔

صلح حدیبیہ کے بعد تو خاص طور پر تمام تر توجہ تبلیغ ہی کی طرف رہی چنانچہ اس کے نتیجہ میں دو سال کے اندر مسلمانوں کی تعداد صرف مردوں کی پندرہ سو سے بڑھ کر دس ہزار تک پہنچ گئی۔ اسی دور میں حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عرب کے چاروں طرف بادشاہوں کے نام تبلیغی خطوط ارسال فرمائے۔ چنانچہ شمال میں روما کی مشہور سلطنت کے شہنشاہ قیصر ہرقل شمال مشرق میں فارس کی مشہور سلطنت کے شہنشاہ کسریٰ خسرو پرویز شمال مغرب میں مصر کے بادشاہ مقوقس مشرق میں یمامہ کے رئیس ہوزہ بن علی مغرب میں حبشہ کے بادشاہ نجاشی کے نام اور جنوب میں یمن کے رئیس اسی طرح غسان عمان اور بحرین کے والیان کی طرف بھی خصوصی قاصدوں کے ہاتھ تبلیغی خطوط بھجوا کر ہر طرح سے اتمام حجت فرما دی۔

پس ہم دعوے سے کہہ سکتے ہیں کہ تبلیغ اور رسالت کا جو حق ہمارے آقا و مطاع حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے ادا فرمایا دنیا میں اس کی نظیر نہیں پیش کی جا سکتی۔ اس لحاظ سے ہم اس انسان کامل کو خاتم المبلغین بھی کہہ سکتے ہیں کیونکہ اب وہی شخص تبلیغ حق میں کامیاب ہو سکتا ہے جو حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ حسنہ کو اپنے ہر قول و فعل میں پیش نظر رکھے۔ پس ہجری شمسی کے دوسرے مہینہ کا نام تبلیغ رکھنا بہت ہی پر حکمت ہے۔

پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطبہ جمعہ فرمودہ 12 اگست 1983 میں ایک تاکیدی ارشاد فرمایا ہے جس کو عمل کے سانچے میں ڈھالنا ہر احمدی کا فرض ہے۔ آپ نے فرمایا" خوشی اور مسرت اور عزم اور یقین کے ساتھ آگے بڑھو تبلیغ کی جو جوت میرے مولا نے میرے دل میں جگائی ہے اور آج ہزار ہا سینوں میں یہ لو جل رہی ہے اس کو بجھنے نہیں اس کو بجھنے نہیں دینا تمہیں خدائے واحد و یگانہ کی قسم اس کو بجھنے نہیں دینا۔ اس مقدس امانت کی حفاظت کرو میں خدائے ذوالجلال والاکرام کے نام کی قسم کھا کر کہتا ہوں اگر تم اس شمع کے امین بنے رہو گے تو خدا اسے کبھی بجھنے نہیں دے گا۔ یہ لو بلند تر ہوگی اور پھیلیگی۔ اور سینہ بہ سینہ روشن ہوتی چلی جائیگی۔ اور تمام روئے زمین کو گھیر لیگی۔ اور تمام تاریکیوں کو اجالوں میں بدل دے گی۔ خدا کرے کہ ایسا ہی ہو اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے پیارے آقا کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے داعی الی اللہ بننے کی توفیق عطا کرے۔

مزدور کو اس کا پسینہ خشک ہونے سے پہلے مزدوری دو

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَر قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم وَأَعْطُوا الْأَجِیْرَ اَجْرَہٗ قَبْلَ أَنْ یَجِفَّ عَرَقُہٗ (ابن ماجہ)

ترجمہ: عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے کہ مزدور کو اس کا پسینہ خشک ہونے سے پہلے مزدوری دیا کرو۔

مرسلہ منور امروھی متعلم جامعہ احمدیہ قادیان

تشریح: آنحضرت ﷺ نے جہاں قوموں کے رئیسوں اور لیڈروں کے واجبی اکرام کی تاکید فرمائی ہے وہاں غریبوں اور کمزور لوگوں کے حقوق کا بھی پورا پورا خیال رکھا ہے۔ اور چونکہ مزدور طبقہ عموماً غربت کی انتہائی حالت میں ہوتا ہے اس لئے آپ ﷺ نے مزدوروں کے حقوق کی طرف خاص طور پر توجہ دلائی ہے۔ اور ارشاد فرمایا کہ مزدور کا پسینہ خشک ہونے سے پہلے اسے اجرت دو۔ ان حکیمانہ الفاظ میں آپ ﷺ کی غرض صرف یہی نہیں تھی کہ اجرت کی ادائیگی میں جلدی کی جائے اور بس بلکہ دراصل ان الفاظ میں مزدوروں اور غریبوں کے حقوق کی طرف عمومی توجہ دلانا اصل غرض تھی۔ اور چونکہ اجرت کی بروقت ادائیگی مزدور کے حقوق کا سب سے ادنیٰ حصہ ہوتا ہے اس لئے آپ ﷺ نے مثال کے طور پر اس ادنیٰ حصہ کا ذکر کر کے تاکید فرمادی۔ تا کہ ادنیٰ حصوں کی طرف توجہ خود بخود اعلیٰ حصوں کی حفاظت کا موجب بن جائے۔ اس میں کیا شبہ ہے کہ جو مصلح اجرت کی ادائیگی کے لئے مزدور کا پسینہ خشک ہونے کی بھی مہلت نہیں دیتا وہ دراصل ان الفاظ میں یہ بھی بتانا چاہتا ہے کہ مزدور کو اس کی پوری پوری اجرت دو۔ اس کے واجبی آرام کا خیال رکھو۔ اور اس پر کوئی ایسا بوجھ نہ ڈالو جو اس کی طاقت سے باہر ہو۔ چنانچہ جو تعلیم آپ ﷺ نے خادموں کے ساتھ حسن سلوک کے بارہ میں دی ہے یا جو ارشاد آپ ﷺ نے اسلامی اخوت اور اسلامی مساوات کے متعلق فرمایا ہے (جسکی کسی قدر تفصیل خاکسار مؤلف کی کتاب سیرۃ خاتم النبیین حصہ ۲ اور ۳ میں بیان کی جا چکی ہے) وہ اس بات پر شاہد ہے کہ ہمارے آقا آنحضرت ﷺ غریب طبقہ کے کتنے ہمدرد اور ان کے حقوق کے کس درجہ محافظ تھے۔

آپ ﷺ نے انفرادی جدوجہد کے محرک کو زندہ رکھنے اور ہر شخص کو اس کی ذاتی سعی کے ثمرہ سے حصہ دینے کے لئے بے شک انفرادی جائیداد کی اجازت مرحمت فرمائی مگر ساتھ ہی زکوٰۃ اور حرمت سود اور تقسیم ورثہ وغیرہ کے زرّیں اصولوں کے ذریعہ دولت کو سموتے رہنے کی بھی ایک مؤثر مشینری قائم فرمادی۔ اور جو فرق بھی باقی رہ جائے اس کے متعلق ایک دوسری حدیث میں غریبوں کی دلداری کے لئے فرمایا کہ تم لوگ اگر ایمان پر قائم رہو تو امیروں کی نسبت پانچ سو سال پہلے جنت میں جاؤ گے۔ اور ظاہر ہے کہ آخرت کی جاودانی زندگی کے مقابل پر دنیا کی چار روزہ زندگی کیا حقیقت رکھتی ہے۔ اور پھر یہ کہتے ہوئے غریبوں کی مزید تسلی فرمائی کہ اَلْفَقْرُ فَخْرِی۔ یعنی اے میری امت کے غریب لوگو! دیکھو میں نے اپنے واسطے بھی دنیا کی کوئی دولت جمع نہیں کی بلکہ میں تمہارے ساتھ ہوں اور تم میں سے ہی ایک غریب انسان ہوں۔ اور اس فقر میں ہی میرا فخر ہے۔

دوسری طرف اوپر کی حدیث میں "پسینہ خشک ہونے سے پہلے" کے الفاظ فرما کر یہ لطیف اشارہ بھی فرمایا ہے کہ خدا کے

نزدیک سچا مزدور وہ ہے جو اپنے کام میں پسینہ بہاتا ہے۔یوں ہی دکھاوے کے طور پر کام کرنے والا اور مالک کی نظر سے اوجھل ہونے پر سستی دکھانے والا یا خیانت کرنے والا شخص ہرگز خدا کے نزدیک سچا مزدور نہیں سمجھا جا سکتا۔پس اگر ایک طرف آقا کا فرض ہے کہ وہ اجیر کو واجبی مزدوری دے اور اس کی مزدوری میں دیری نہ کرے اور اس کے حقوق کا خیال رکھے تو دوسری طرف مزدور کا بھی یہ فرض ہے کہ وہ اپنے کام میں پسینہ بہا کر اپنے آپ کو سچا اور دیانتدار مزدور ثابت کردے۔یہی وہ وسطی تعلیم ہے جو مالک اور مزدور اور آقا اور اجیر کے درمیان اچھے تعلقات پیدا کر کے سوسائٹی میں حقیقی امن کی بنیاد بن سکتی ہے۔

(ماخوذ از چالیس جواہر پارے)

"میں تیری تبلیغ کو زمین کے
کناروں تک پہنچاؤں گا"
(الہام حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

WARRAICH CALL POINT

WARRAICH CALL POINT

NATIONAL & INTERNATIONAL
CALL OFFICE

Fax Facility Sending
& Recieving Here
Fax open in 24 Hours.

OWNER :
MEHMOOD AHMAD NASIR
Moh. : Ahmadiyya, Qadian - 143516

Ph. : 0091 - 1872 - 72222
Fax : 0091 - 1872 - 71390
Ph. (R) : 0091 - 1872 - 70286

QURESHI ASSOCIATES

Manufacturer-Exporter-Importer of High Quality Leather, Silk & Cotton Garments, Indian Novelties & All Kinds of Indian Products :-

Contact Person :
M. S. Qureshi
Prop.
Ph. : 0091 - 11 - 3282643
Fax : 0091 - 11- 3263992

Postal Address :
4378/4B Ansari Road
Darya Ganj
New Delhi - 110002
India

گلستہ درویشان کے

وہ پھول جو مرجھا گئے

ازمکرم ممتاز الاطباء حکیم بدرالدین صاحب عامل بھٹہ درویش قادیان

اے تصور پھر دکھادے اب وہ صبح وشام تو
دوڑ پیچھے کی طرف اے گردش ایام تو

1947ء میں تین سوتیرہ افراد کو دور درویشی کی نعمت نصیب ہوئی ان تین سوتیرہ میں دیہاتی مبلغین کی کلاس جن کی تعداد 40 تھی بھی شامل تھی۔ سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے 1944ء میں یہ محسوس کر کے کہ جماعت کی وسعت کے ساتھ تربیت کی بھی ضرورت بڑھتی چلی جارہی ہے اور مدرسہ احمدیہ سے جو علماء تیار ہوتے ہیں ان کی تیاری پر آٹھ سال صرف ہوتے ہیں اور جماعتوں کی ضرورت کے مقابل پر علماء کی تعداد کم ہوتی ہے۔ لہٰذا ضروری ہے کہ مختصر کورس تجویز کر کے ایسے معلم کثرت سے تیار کئے جائیں۔ اس تحریک کے تحت معلمین تیار کرنے کا پروگرام جاری ہوا۔ اور ان معلمین کا نام دیہاتی مبلغین رکھا گیا۔ پہلی کلاس 45ء تیار ہو کر 46ء میں مختلف مقامات پر متعین ہوئی دوسری کلاس 46ء میں تیار ہوئی اور 47ء میں مختلف جماعتوں میں ڈیوٹی پر چلی گئی۔ (ان معلمین کو قرآن کریم باترجمہ اور ابتدائی دینی معلومات وصرف ونحو واختلافی مسائل اور کچھ طبی تعلیم بھی دی جاتی تھی میرے تایازاد بھائی شمس الاطباء حکیم محمد صدیق صاحب آنریری طور پر طبی تعلیم پر مقرر تھے اور جب کبھی وہ کسی وجہ سے کلاس نہ لے سکتے تو خاکسار کو بھجوادیا کرتے تھے) یہ تیسری کلاس تھی جس نے 47ء میں اپنی تعلیم مکمل کر کے 48ء کے شروع میں اپنی ڈیوٹیوں پر جانا تھا لیکن اللہ تعالیٰ کی خاص حکمت کے تحت اس کلاس کو درویشان قادیان میں شامل ہونے کا شرف حاصل ہوا۔ مزید اس کلاس کا عرصۂ ٹریننگ بھی مخصوص حالات کی وجہ سے ایک سال کی بجائے تین سال تک ممتد ہو گیا۔ اور اس طرح سے یہ علم میں زیادہ پختہ ہو گئے۔ جلسہ سالانہ 1948ء پر سیدنا حضور انور خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد موصول ہوا کہ اب حالات خدا کے فضل سے نارمل ہو گئے ہیں اور قادیان سے جماعت ہائے احمدیہ ہندوستان سے رابطہ قائم ہوسکتا ہے لہٰذا دفاتر کی باقاعدہ تنظیم نو کی جائے۔ حضور انور کے اس ارشاد کے تحت جہاں دفاتر کو پھر سے منظم کر کے کام کا آغاز کیا گیا وہاں رابطہ کو زیادہ مستحکم کرنے کی غرض سے تین انسپکٹر ان بیت المال اور بارہ معلمین کو بھی جنوری 49ء میں ہندوستان کی جماعتوں میں روانہ کیا گیا۔ ان بارہ معلمین میں مکرم مولوی اللہ بخش صاحب بھی تھے ان کا تقرر بمقام امیٹہ ضلع مظفر نگر یوپی میں کیا گیا۔ مولوی اللہ بخش صاحب نے وہاں جا کر بڑی عمدگی سے تبلیغ اور تربیت کا کام کیا۔ تھوڑے ہی عرصہ میں امیٹہ میں بسنے والے کیا ہندو اور کیا مسلمان آپ کے گرویدہ ہو گئے۔ آپ نہ صرف احمدی بچوں کو تعلیم دیتے تھے بلکہ ہندو اور عیسائی جس قوم کے افراد بھی اس گاؤں میں بستے تھے سب کے بچوں کو پڑھاتے تھے اور وقت نکال کر قریبی دیہات میں تبلیغ کے لئے بھی نکل جاتے تھے۔

بنی نوع انسان کے بہت ہمدرد تھے۔ عمومی طور پر تو ہر انسان دوسرے ہم جنسوں سے محبت اور ہمدردی رکھتا ہی ہے حیوان تک آپس میں ایک دوسرے کی ہمدردی کرتے ہیں مجھے اس کا خود ذاتی تجربہ ہے۔ جب دو بیلوں کو جوت کر کام ختم ہونے پر چھوڑا جاتا ہے تو وہ تھکے ہوئے ہوتے ہیں اور اکثر اوقات تھکان دور کرنے کی غرض سے ایک دوسرے کی پیٹھ چاٹ کر اپنی ہمدردی کا اظہار کرتے ہیں۔ مگر اس قدر ہمدردی کہ دوسروں کی خاطر اپنی جان

تک قربان کردی جائے یہ شاذونادر ہی کہیں وقوع پزیر ہوتا ہے۔ مولوی اللہ بخش صاحب صبح سے تعلیم اور تبلیغ کی مصروفیتوں سے تھکے ہوئے اپنے کمرہ میں آرام کررہے تھے کہ باہر شور سنائی دیا۔ مولوی صاحب شور سن کر باہر نکلے تو دیکھا کہ تالاب کے پاس لوگ جمع ہیں۔ اور دو بچے تالاب میں ڈوب رہے ہیں۔ بچاؤ بچاؤ کا شور تو سب مچارہے ہیں مگر بچانے کے لئے پانی میں کود جانے کی جرأت کوئی بھی نہیں کررہا۔ مولوی صاحب نے قریب جاکر دیکھا تو معلوم ہوا کہ دو احمدی بچے جو ان کے شاگرد بھی ہیں ڈوب رہے ہیں آپ نے یہ انتظار نہیں کیا کہ کون بچانے کے لئے آگے بڑھتا ہے بغیر توقف کے تالاب میں کود پڑے۔

بے خطر کود گیا آتش نمرود میں عشق
عقل ہے محوِ تماشائے لب بام ابھی

گاؤں کے لوگ تو اس امر سے واقف تھے کہ تالاب (جوہڑ) اس مقام پر جہاں بچے زندگی موت کی کشمکش میں تھے نہایت گہرا ہے اسی لئے وہ اندر داخل ہونے سے کترا رہے تھے مولوی صاحب اس امر سے شناسا نہیں تھے۔ وہ ایک عاشقانہ جذبۂ محبت کے تحت اس میں کود پڑے اور آپ نے کمال ہمت سے کام لیکر بچوں کو اٹھا کر کنارے کی طرف پھینک دیا۔ جنہیں کنارے پر موجود لوگوں نے پکڑ لیا خود مولوی صاحب نے گہرے پانی سے کنارے کی طرف چڑھنے کی کوشش کی تو پھسلن کی وجہ سے ہر مرتبہ آپ پھسل کر گہرے پانی میں گر جاتے رہے اور آخر تھک کر آپنے پانی کی گہرائی ہی میں داعی اجل کو لبیک کہا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ یہ ماہ ستمبر 1949ء کی ۹ تاریخ تھی۔ آپ کی اس ناگہانی موت پر سارے گاؤں میں غم واندوہ کی گھٹا چھاگئی۔ سارا گاؤں سوگوار ہوگیا۔ اور اس روز کیا مسلمان اور کیا ہندو کسی بھی گھر میں چولہا نہیں جلا۔ امیٹھ کی جماعت پرانی جماعت ہے یہاں چار صحابہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام تھے۔

۱۔ مکرم حضرت علی شیر صاحب
۲۔ مکرم حضرت شمشیر خان صاحب
۳۔ مکرم حضرت پھول محمد خان صاحب
۴۔ مکرم حضرت دوست محمد صاحب

ان سب بزرگوں کی اولادیں موجود ہیں۔ مولوی اللہ بخش صاحب آزادی کے بعد پہلے مبلغ امیٹھ میں گئے تھے۔ آپ کی وفات کی اطلاع ملنے پر مکرم مولوی غلام نبی صاحب وہاں گئے اور آپ نے مرحوم کی نماز جنازہ پڑھائی۔ اور امیٹھ کے مقامی قبرستان میں تدفین ہوئی۔

آپ کی وفات کے بعد مکرم مولوی غلام نبی صاحب، مکرم گیانی عبد اللطیف صاحب، مکرم مولوی منظور احمد صاحب گھنوکے، مکرم مولوی فتح محمد صاحب اسلم اور مکرم مولوی خورشید احمد صاحب پر بھاکر امیٹھ میں بطور مبلغ خدمات پر مامور رہے ہیں۔ ڈوبنے والے ایک بچے کا نام عبد الرزاق تھا اور دوسرے کا نام فرمان احمد تھا۔ عبد الرزاق کا بڑا بھائی سجاد احمد لنگر خانہ ربوہ میں ملازم تھا۔ عبد الرزاق بھی ان کے پاس ربوہ چلے گئے تھے۔ پہلے وہاں کریانہ کی دوکان کرتے رہے۔ ہاں اب ان کے بچے بیرون ملک چلے گئے ہوئے ہیں۔ ربوہ میں خود مقیم ہیں بچے باہر سے خرچ بھجواتے ہیں۔

دوسرا لڑکا جو ڈوبتے ہوئے بچایا گیا فرمان احمدؓ یہ اب تک امیٹھ میں ہی مقیم ہیں۔ صاحب اولاد ہیں اور آج کل جماعت احمدیہ امیٹھ کے صدر ہیں اور سلسلہ کی خدمت کی توفیق پارہے ہیں۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات بلند فرمائے اور اعلیٰ علیین میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قرب خاص میں رکھے۔ امین

حضرت مصلح موعودؓ کی علمی خدمات

از محترمہ مسرت زرین صاحبہ سورب۔ کرناٹک

حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثانیؓ خلافت کے عہدہ جلیل پر جلوہ افروز ہوتے ہی وہ قابلیتیں اور وہ اوصاف جو آپ میں بالقوۃ موجود تھے ظہور میں آنے لگے اور آپ نے ایک لحاظ سے نئے سرے سے جماعت کا نظم و نسق قائم فرمایا۔ آپ کے 52 سالہ عہد خلافت میں یہ جماعت اپنی اصل تعداد سے کئی گنا بڑھ گئی اور چند لاکھ سے ترقی کر کے کروڑ کی سرحد تک پہنچی۔

آپ کے ذریعہ تعلیم و تربیت پانے والے شاگردوں نے علم و عمل کی دولت سے مالا مال ہو کر ایسی فدائیت کا نمونہ دکھایا کہ وہ بفضلہ تعالیٰ ہر جگہ کامیابی سے ہمکنار ہوئے۔ پیارے مصلح موعودؓ نے اپنی بابرکت زندگی اور مختلف مضامین پر بہت سی کتابیں لکھی ہیں۔ خاص طور پر تفسیر کبیر اور تفسیر صغیر پڑھ کر یوں معلوم ہوتا ہے کہ جیسے روحانی علوم کا ایک دریا موجزن ہے اور حقائق و معارف کا سمندر بہہ رہا ہے۔ آپؓ نے اپنے بابرکت عہد خلافت میں جو عظیم الشان اور محیر العقول کارہائے نمایاں سرانجام دئے ہیں وہ قابل تعریف ہیں۔

پیارے حضور کو جماعت کی تعلیم و تربیت کا بے حد خیال رہتا تھا۔ آپ نے جماعت کو قرآن مجید پڑھنے اور پڑھانے کی طرف بہت توجہ دلائی۔ جماعت کی تعلیم و تربیت کا خیال کر کے آپ نے بہت سی نظمیں بنائیں تا کہ جماعت میں قرآن مجید پڑھنے کا شوق ہو۔ مقام مسرت ہے کہ سیدنا حضرت مصلح موعودؓ نے بچوں کے لئے اطفال الاحمدیہ اور نوجوانوں کے لئے خدام الاحمدیہ اور اس سے زائد عمر والوں کے لئے انصاراللہ قائم فرمائی۔ اسی طرح عورتوں کے لئے لجنہ اماء اللہ اور بچیوں کے لئے ناصرات الاحمدیہ کا قیام عمل میں آیا۔

اور اسی طرح تحریک جدید انجمن احمدیہ کے ذریعہ بیرونی ممالک امریکہ، افریقہ، یورپ، ایشیاء اور دنیا کے دوسرے بہت سے حصوں میں مبلغ بھجوائے۔ مسجدیں تعمیر کروائیں اور کئی زبانوں میں قرآن کریم کے تراجم شائع کئے۔ تا کہ جماعت علم و عمل کی دولت کو پا سکے۔ آپ کے ذریعہ دیہات میں تعلیم و تربیت و تبلیغ کے ساتھ ساتھ خدمت خلق کے لئے وقف جدید انجمن احمدیہ کو قائم فرمایا۔ آپ ہر وقت خدمت قرآن اور خدمت اسلام کے کاموں میں دن رات مصروف رہتے اور جماعت کی قیادت فرماتے رہتے۔ ہر اہم موقع پر شاندار رنگ میں خدمات سرانجام دیں۔ آپ کے ان روشن اور بے نظیر کارناموں کو دیکھ کر آپ ہی کا ایک یہ شعر بے اختیار زبان پر آجاتا ہے

اک وقت آئے گا کہ کہیں گے تمام لوگ
ملت کے اس فدائی پہ رحمت خدا کرے

یہی وجہ تھی کہ آپ کے ذریعہ لاکھوں انسانوں نے حق کو قبول کیا۔ دنیا کے کونے کونے میں جماعتیں قائم ہو گئیں۔ گویا جماعت کا کوئی فرد ایسا نہیں جو آپ کا ممنون احسان نہ ہو۔ اور اسی طرح پیشگوئی مصلح موعود میں جس کے آپ مصداق تھے جو جو علامتیں اللہ تعالیٰ نے بتائی تھیں وہ سب آپ کی ذات مبارک میں بڑی شان کے ساتھ پوری ہوئیں۔ الحمدللہ

پس مبارک ہے وہ شخص جو آسمانی نشانوں کو بصیرت کی نگاہ

سے دیکھتے ہوئے خود اپنے اندر ایسی تبدیلی پیدا کرتا ہے کہ جس کے نتیجہ میں اسے بھی ایسی علمی خدمات بجالانے کی توفیق نصیب ہو۔

آخر میں خدا تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہم سب کو آپ کے نقش قدم پر چلنے کی زیادہ سے زیادہ توفیق دے۔ آمین

محو دعا ہیں آج سبھی طفل شیخ وشاب
ملت کے اس فدائی پہ رحمت خدا کرے

> ”میں اس مولیٰ کریم کا اس وجہ سے بھی شکر کرتا ہوں کہ اس نے ایمانی جوش (دین حق) کی اشاعت میں مجھ کو اس قدر بخشا ہے کہ اگر اس راہ میں مجھے اپنی جان بھی فدا کرنی پڑے تو میرے پر یہ کام بفضلہ تعالیٰ کچھ بھاری نہیں اگرچہ میں اس دنیا کے لوگوں سے تمام امیدیں قطع کر چکا ہوں مگر خدا تعالیٰ پر میری امیدیں نہایت قوی ہیں۔ سو میں جانتا ہوں کہ اگرچہ میں اکیلا ہوں مگر پھر بھی میں اکیلا نہیں وہ مولیٰ کریم میرے ساتھ ہے اور کوئی اس سے بڑھ کر مجھ سے قریب تر نہیں۔ اس کے فضل سے مجھ کو یہ عاشقانہ روح ملی ہے کہ دکھ اٹھا کر بھی اس کے دین کے لئے خدمت بجا لاؤں......“
>
> (آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۳۵)

Love for All, Hatred for None

M. C. Mohammad

Kodiyathoor

SUBAIDA TIMBER

Dealers In :

TEAK TIMBER, TIMBER LOG, TEAK POLES & SIZES TIMBER MERCHANTS

Chandakkadave, P.O. Feroke
KERALA - 673631
☎ : 0495 - 403119 (O)
402770 (R)

NAVNEET JEWELLERS

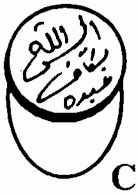

Ph. (S) 70489
(R) 70233, 70847

CUSTOMER'S SATISFACTION IS OUR MOTTO

FOR EVERY KIND OF GOLD & SILVER ORNAMENTS

(All Kinds of *rings* & *"Alaisallah"* rings olso sold here)

Navneet Seth, Rajiv Seth

Main Bazzar Qadian

مجلس خدام الاحمدیہ کالیکٹ کی

رمضان المبارک میں دینی سرگرمیاں

خداتعالیٰ کے فضل وکرم سے مجلس خدام الاحمدیہ کالیکٹ کو رمضان المبارک کے با برکت ایام ولیالی میں روزوں کے علاوہ ذکرالٰہی نوافل درس وتدریس اور دعاؤں اور دیگر دینی سرگرمیوں میں حصہ لینے کی توفیق لی۔

اخبار مجالس

روزانہ نماز تراویح کے بعد درس القرآن کے فرائض محترم مولانا محمد عمر صاحب مبلغ انچارج نے سرانجام دئے۔ روزانہ دوسو سے لے کر اڑھائی سوافراد کے لئے اور اتوار کے روز تین سو سے زائد افراد کے لئے افطاری کا عمدہ انتظام کیا جاتا رہا۔ اس کے لئے بعض خدام روزانہ مستعدی کے ساتھ خدمت بجا لاتے رہے۔ فجزاھم اللہ احسن الجزاء

تعلیم و تربیت: ماہ رمضان میں مجلس خدام الاحمدیہ کالیکٹ کے تین اجلاسات ہوئے ان میں روزوں کی اہمیت اور توبہ استغفار کے عنوانوں پر قرآن مجید احادیث اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب سے روشنی ڈالی گئی۔ نیز سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کے احمدی خاندانوں کی تعلیم وتربیت کے متعلق فرمودہ چھ خطبات کی بنیاد پر تین دفعہ کوئز پروگرام منعقد ہوا۔ اول اور دوئم آنے والے خدام میں انعامات تقسیم کئے گئے۔

تبلیغ: خدام ہمیشہ انفرادی تبلیغ کرتے رہتے ہیں۔ کالیکٹ کے ایک محلہ میں بک اسٹال لگایا گیا۔ خدا کے اندر حسن بیان اور تقریر کی مشق کی خاطر باقاعدہ کلاس کا اجراء کیا گیا۔

خدمت خلق: صدقہ وخیرات کے سلسلہ میں خدام کی طرف سے -/2650 نقد اور 225 کیلو چاول 45 غرباء میں تقسیم کئے گئے۔ علاوہ ازیں عیدالفطر کے روز حضور اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ کے منشاء کے مطابق 50 احمدی غریب گھرانوں میں خدام کی طرف سے ایک ایک کلو عمدہ مٹھائی کی پلیٹ پیش کی گئی۔ نیز جماعت کے غرباء میں بھی لباس اور چپل وغیرہ خرید کردئے گئے۔ علاوہ ازیں 1500 نقد دئے۔

شعبہ صنعت وحرفت: اس شعبہ کے تحت 20 اطفال کو جلد سازی کا ہنر سکھایا گیا۔ رمضان کے یام میں نماز فجر کے بعد کرامت حلقہ میں درس القرآن اور تعلیم اردو زبان کی کلاسیں ہوئیں۔ جو عزیزم شاہد احمد صاحب کے سپرد کئے گئے تھے۔ جسے انہوں نے عمدگی سے ادا کئے۔ خاکسار نے 14 دن مسلسل حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تفسیر سورۃ الفاتحہ کی کلاس لی۔ اس طرح بفضلہٖ تعالیٰ مجلس خدام الاحمدیہ کالیکٹ کو یہ بابرکت ماہ بھرپور رنگ میں گزارنے کی توفیق ملی۔ فالحمدللہ علیٰ ذٰلک۔ آخر میں دعا کی درخواست ہے۔

ڈاکٹر صلاح الدین
قائد مجلس خدام الاحمدیہ کالیکٹ

برموقعہ عیدالفطر

مکرم عزیز احمد صاحب اسلم مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ خانپور ضلع امرتسر اپنی رپورٹ میں رمضان کے لیل ونہار کا تذکرہ کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ نو مبائعین میں اب ایک نئی روح آچکی ہے اور وہ دین اسلام کے اکثر احکامات پر عمل پیرا ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے رمضان کے دوران باقاعدہ

تراویح کا اہتمام رہا اور اسی طرح عید کی نماز میں بھی کثرت کے ساتھ لوگوں نے شرکت کی۔ گردونواح سے بھی کچھ غیر احمدی احباب عید کی نماز کی ادائگی کے لئے پہنچے۔ اس کے علاوہ گاؤں کے بیشتر غیر مسلموں نے بھی عید میں شامل ہو کر بھائی چارے اور اخوت کا ثبوت دیا۔ اس موقع پر مکرم رمضان احمد صاحب صدر جماعت احمدیہ خانپور نے آنے والے مہمانوں کی تواضع کی۔ اللہ تعالیٰ اس کے دوررس نیک نتائج ظاہر فرمائے۔ آمین

مجلس خدام الاحمدیہ ناصر آباد کی کارگزاری

تربیتی اجلاسات: الحمدللہ کہ مجلس خدام الاحمدیہ ناصر آباد کی زیر قیادت رمضان المبارک کے مقدس مہینے میں تین تربیتی اجلاسات منعقد ہوئے۔ مقررین نے خدام و اطفال کو مختلف تربیتی امور کی طرف توجہ دلائی۔ اور خدام الاحمدیہ تنظیم کی اہمیت اور خدام کی ذمہ داریوں سے آگاہ کر کے اپنی ذمہ داریوں کو کماحقہ ادا کرنے کی تاکید کی۔

وقار عمل: عیدالفطر کے مبارک موقع کی مناسبت سے عیدگاہ کی طرف جانے والی سڑک کی صفائی بڑے عمدہ طریق سے کی گئی۔ جس میں تقریباً پچاس خدام و اطفال نے شرکت کی۔ علاوہ ازیں عیدگاہ کی تزئین بھی خدام نے کی۔ مستورات کے لئے پردے کا انتظام بھی کیا گیا۔

انچارج اردو سیکشن

مجلس خدام الاحمدیہ دہلی

الحمدللہ کہ جلسہ سالانہ قادیان میں شامل ہونے والے بیرونی مہمانان کرام کے دو ہفتہ تک دہلی مشن میں رہائش کے دوران مجلس خدام الاحمدیہ کو مہمانوں کی تواضع کرنے کی توفیق ملی۔ اسی طرح آندھرا سے قادیان جانیوالی ٹرین میں گیارہ سو مہمانوں کے دوپہر کے کھانے کا انتظام بھی مجلس کی طرف سے کیا گیا۔

جلسہ سالانہ اور کل ہند اردو کتاب میلہ

نئی دہلی کے لال قلعہ میدان میں کل ہند اردو کتاب میلہ میں مجلس خدام الاحمدیہ دہلی کیطرف سے جماعت کا بک اسٹال لگایا گیا نیز قادیان میں جلسہ سالانہ کے موقع پر دہلی کے خدام کی زیر نگرانی خدام الاحمدیہ کا بک اسٹال لگایا گیا۔ انیس ہزار روپے کی کتابیں فروخت ہوئیں۔ اسی طرح دو نو مبائعین کی بسیں بھی دہلی سے قادیان جلسہ پر گئیں۔

مجلس خدام الاحمدیہ حیدر آباد

مجلس خدام الاحمدیہ حیدر آباد کی طرف سے اللہ تعالیٰ کے فضل سے تفصیلی رپورٹ موصول ہوئی ہے لیکن یہاں صرف خلاصہ درج کیا جارہا ہے۔

ماہ اکتوبر: مورخہ ۱۵ کو اجلاس منعقد کیا گیا اس اجلاس میں خدام الاحمدیہ کے سالانہ اجتماع کے حالات سنے گئے اور جلسہ سالانہ قادیان کے لئے رضا کاران کو ان کے فرائض سے آگاہ کیا گیا۔ اسی طرح ۲۲ تاریخ کو ایک وقار عمل بھی کروایا گیا۔ شعبہ خدمت خلق کے تحت لجنہ اماء اللہ کے اجتماع کے دوران خدام و اطفال نے دو دن تک ان کے ساتھ تعاون کیا۔ اسی طرح شعبہ تعلیم کے تحت ہر اتوار کو کلاسز منعقد کی جاتی ہیں اور اجلاسات بھی کروائے جاتے ہیں۔ شعبہ تجنید، مال تبلیغ، صحت جسمانی کا کام بھی جاری ہے۔

نومبر: جلسہ سالانہ قادیان میں آندھرا پردیش کی طرف سے نو مبائعین کو شامل کرنے کے لئے ایک اسپیشل ٹرین کا انتظام کیا گیا تھا۔ چنانچہ اس کے جملہ انتظامات خدام الاحمدیہ حیدر آباد نے

نہایت ہی خوش اسلوبی کے ساتھ سنبھالے۔ اور ان کے کھانے پینے اور دیگر تمام ضروریات کے انتظام کے ساتھ نظم و ضبط کا بھی پورا خیال رکھا۔ اسی طرح جلسہ سالانہ قادیان میں خدام الاحمدیہ حیدرآباد نے مجلس خدام الاحمدیہ بھارت کی طرف سے ایک بک اسٹال لگایا گیا اور بھرپور ڈیوٹیاں دیں۔ اس کے علاوہ خدام الاحمدیہ حیدرآباد نے جلسہ کے دوران اور مختلف شعبہ جات میں بھی ڈیوٹیاں سرانجام دیں۔ مورخہ 11 نومبر 2000 کو ایک وقار عمل افضل گنج میں کروایا گیا۔

دسمبر: رمضان المبارک میں تین مساجد مسجد احمدیہ فلک نما، مسجد مومن منزل سعید آباد اور مسجد احمدیہ افضل گنج میں تراویح کا انتظام تھا۔ مجلس خدام الاحمدیہ حیدرآباد نے رمضان کے دوران ۵۰ افراد کو کپڑے تقسیم کئے۔ مسجد احمدیہ مومن منزل میں عید کی نماز ہونی تھی لہٰذا جملہ خدام نے ایک وقار عمل کر کے تمام عیدگاہ کی صفائی کی اور ٹینٹ اور دریوں اور شامیانوں کا انتظام کیا۔ اور دیر رات تک خدام کام میں لگے رہے۔ دیگر شعبہ جات کی بھی کارکردگی دوران ماہ بہت اچھی رہی۔ شعبہ تعلیم کے تحت کلاسز لگتی رہیں نیز اجلاسات ہوتے رہے علاوہ ازیں شعبہ تجنید، مال، تحریک جدید، صحت جسمانی، تبلیغ اور اشاعت کا بھی کام ہوا۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی ایک دعا شائع کروا کر تقسیم کی گئی۔ دعا کرے کہ اللہ تعالیٰ خدام الاحمدیہ حیدرآباد کی اس حقیر مساعی کو قبول فرمائے۔ امین

تنویر احمد قائد مجلس خدام الاحمدیہ حیدرآباد

☆اسی طرح مکرم مولوی طفیل احمد شہباز مبلغ سلسلہ احمدیہ حیدرآباد کی طرف سے رمضان المبارک کی رپورٹ موصول ہوئی ہے۔ اس کے جملہ امور اوپر درج کر دئے گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو مزید خدمت دین کی توفیق عطا فرمائے۔ امین

(اداریہ)

(جماعت احمدیہ کوریل کشمیر)

مورخہ 28؍دسمبر کو بعد نماز ظہر و عصر عید ملن پارٹی منعقد ہوئی۔ جس میں تلاوت، نظم کے بعد خاکسار نے تقریر کی جس میں خاکسار نے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے وہ ارشادات پڑھ کر سنائے کہ جس میں حضور نے جماعت کو عید کس طرح منائی جائے کی نصائح کی ہیں۔ اطفال کے لئے کھیلوں اور علمی مقابلہ جات کروائے گئے۔ اور خدام کے بھی کئی دلچسپ مقابلے کروائے گئے۔ بہت سے غیر احمدی احباب نے بھی ہمارے پروگراموں کا مشاہدہ کیا اور اچھا تاثر لے کر گئے۔ الحمدللہ

شفیق احمد نائیک
نگران دعوۃ الی اللہ

ضروری اعلان

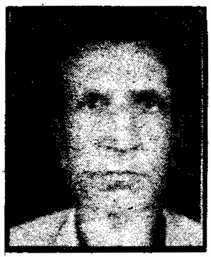

محترم راجا ظفر اللہ خان صاحب آف قادیان کو جنوری 2001ء سے رسالہ مشکوٰۃ کا انسپکٹر مقرر کیا گیا ہے۔ موصوف چندہ مشکوٰۃ کے علاوہ اعانت تبلیغی پرچہ جات اور اشتہارات کی وصولی کے لئے دورہ کرینگے۔ تمام خریداران، صدر صاحبان و قائدین کرام معلمین و مبلغین سے گزارش ہے کہ موصوف کے ساتھ بھرپور تعاون کریں۔ جزاکم اللہ

(مینجر رسالہ مشکوٰۃ)

حکایات صالحین

خدا پر یقین

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

حضرت نظام الدین اولیاء کے متعلق مشہور ہے کہ آپ کے حاسدوں نے آپ کے خلاف بادشاہ کے کان بھرے اور وہ آپ سے بدظن ہو گیا اور آپ کو سزا دینے پر تیار ہو گیا لیکن اس نے کہا میں ابھی جنگ کے لئے باہر جا رہا ہوں۔ واپس آؤنگا تو انہیں سزا دونگا۔ جب وہ واپس آ رہا تھا تو حضرت نظام الدین اولیاء کے مرید آپ کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ بادشاہ واپس آ رہا ہے آپ کوئی سفارش اس کے پاس پہنچائیں تا کہ وہ آپ کو کوئی نقصان نہ پہنچائے۔ حضرت نظام الدین اولیاء نے فرمایا ہنوز دلی دور است۔ ابھی دلی بہت دور ہے۔ جب وہ دلی کے اور قریب آگیا تو مریدوں نے پھر کہا کہ حضور اب تو بادشاہ بالکل قریب آ گیا ہے اور اس نے فیصلہ کیا ہے کہ وہ صبح دلی میں داخل ہو جائیگا۔ حضرت نظام الدین اولیاء صاحب نے پھر فرمایا کہ ہنوز دلی دور است کہ ابھی دلی بہت دور ہے۔ چنانچہ خاموش ہو کر چلے گئے رات کو بادشاہ کے بیٹے نے شہر سے باہر والے محل پر ایک بہت بڑا جشن کیا۔ ہزاروں لوگ اس جشن میں شرکت کے لئے آئے اور وہ محل پر چڑھ گئے چھت کا کچھ حصہ بوسیدہ تھا اس لئے وہ اس بوجھ کو برداشت نہ کر سکا اور گر پڑا اور بادشاہ اور اس کے ساتھی چھت کے نیچے بیٹھے تھے اس لئے وہ اس کے نیچے دب گئے اور مر گئے۔ چنانچہ صبح بجائے اس کے کہ بادشاہ شہر میں داخل ہوتا اس کی لاش شہر میں لائی گئی حضرت نظام الدین صاحب اولیاء نے مریدوں سے فرمایا دیکھو میں نہیں کہا تھا کہ ہنوز دلی دور است کہ ابھی دلی دور ہے۔"

(الفضل ۲۷ مارچ ۵۷ء صفحہ ۴)

توکل کا نمونہ

حضرت مولوی حکیم نورالدین صاحب بھیروی بیان فرماتے ہیں:

ایک مرتبہ آپ بھیرہ سے جموں جانے کا ارادہ کر کے گھر سے چلے آپ کے ساتھ آپ کا ایک بھتیجہ شاہسوار نام بھی تھا۔ لیکن آپ کے پاس کرایہ کے لئے ایک پیسہ بھی نہ تھا پہلے تو ارادہ کیا کہ بیوی سے کچھ قرض لے لیں لیکن پھر طبیعت نے مضائقہ کیا اور ویسے ہی چل دئے آپ دونوں گھوڑوں پر سوار تھے شہر سے باہر نکلے ہی تھے کہ ایک آدمی نے آپ کو ایک روپیہ اور کچھ پیسے پیش کئے ایک اور آدمی نے ایک اٹھنی دی۔ جب تین چار کوس کا فاصلہ طے کر کے آوان نام ایک گاؤں کے قریب پہنچے تو آپ کے بھتیجے نے کہا کہ گرمی لگ رہی ہے بتاشے تو ہمارے پاس ہیں ہی اگر آپ فرمائیں تو میں کوئیں پر جا کر شربت پی لوں آپ نے فرمایا بہت اچھا جاؤ۔ وہ ابھی تھوڑی دور ہی گیا تھا کہ پھر واپس آیا اور آپ کو بھی چلنے کے لئے کہا جب آپ دونوں کنویں پر پہنچے تو آپ کے بھتیجے نے ابھی لوٹا کھولنا ہی چاہا کنویں کے مالک نے کہا کہ آپ ذرا ٹھہر جائیں گاؤں کا نمبردار آپ کو آتے دیکھ کر دودھ لینے گیا ہے چند منٹ کے بعد میں نمبردار آ گیا اور ایک روپیہ بطور نذر آپ کی خدمت میں پیش کیا اس کا بیٹا کبھی آپ کے زیر علاج رہ چکا تھا اور شفایاب ہو گیا تھا دودھ پی کر آپ اٹھنے ہی لگے تھے کہ نمبردار نے کہا کہ ذرا ٹھہر جائیں مسجد کا ملاں بھی آ رہا ہے مسجد کے ملاں نے بھی آپ ک خدمت میں ایک روپیہ پیش کیا۔ اس کی غربت کو مدنظر رکھ کر آپ نے اس کا روپیہ لینا پسند نہ کیا مگر گاؤں کے تمام لوگوں نے جو اس اثناء میں کافی تعداد میں

جمع ہو گئے تھے یک زبان ہو کر کہا کہ یہ روپیہ آپ ضرور لے لیں واپس ہرگز نہ کریں آپ نے جب اس کا سبب پوچھا تو انہوں نے کہا کہ یہ شخص بہت دنوں سے بیمار تھا اور اس نے آپ سے بذریعہ ڈاک جموں سے دوا منگوائی تھی یہ اس کے استعمال سے اچھا ہو گیا ہم سب کہتے تھے کہ تو نے دوا مفت منگوائی اور کوئی شکریہ بھی ادا نہ کیا۔ اس نے کہا کہ اگر نورالدین ہمارے گاؤں میں آئے تو روپیہ دوں گا۔ یہ کبھی روپیہ دینے والا نہیں آج اتفاق سے ہی قابو میں آ گیا ہے اب آپ اس سے روپیہ لے ہی لیں۔

عجیب بات یہ ہے کہ آپ اس سے قبل اس گاؤں میں کبھی نہیں گئے تھے حالانکہ وہ آپ کے شہر سے صرف ساڑھے چار میل کے فاصلہ پر تھا۔ اب آپ کے پاس ساڑھے تین روپے ہو گئے جب آپ ریلوے اسٹیشن پر پہنچے تو آپ کے دل میں خیال آیا کہ اپنے بھتیجے شاہسوار کو لاہور دکھا دیں لاہور تک دو آدمیوں کا تیسرے درجہ کا کرایہ تین روپیہ تھا ٹکٹ لے کر لاہور پہنچ گئے اسٹیشن سے باہر آئے تو گاڑیبان نے کہا کہ آیئے میری گاڑی پر سوار ہو جایئے آپ نے پوچھا کہ انارکلی میں شیخ رحیم بخش کی کوٹھی پر جانا ہے کیا کرایہ لو گے؟ اس نے کہا ایک روپیہ سے کم نہ لونگا۔ آپ نے فرمایا کہ ہمارے پاس تو صرف ایک اٹھنی ہے چاہو تو لے لو۔ چنانچہ وہ راضی ہو گیا کچھ دن لاہور رہنے کے بعد جب چلنے لگے تو شیخ صاحب نے اپنی گاڑی منگوائی اور آہستہ سے آپ کے کام میں کہا کہ ہمارے نوکر کو آپ انعام نہ دیں اسٹیشن پر پہنچے پیسہ پاس نہیں مگر اس یقین سے بھرپور ہیں کہ ہم جائیں گے اسی گاڑی میں آپ کے کھڑے کھڑے ٹکٹ تقسیم ہونے لگے اور دیکھتے ہی دیکھتے بند ہو گئے۔ ٹرین بھی آئی مسافر بھی سوار ہو گئے اور جانے کا دروازہ بھی بند کر دیا گیا۔ گارڈ نے روانگی کی سیٹی دے دی مگر آپ ہیں کہ کوہ وقار بنے کھڑے ہیں اور دل اس غیر متزلزل یقین سے لبریز ہے کہ جانا اسی گاڑی میں ہے جب گاڑی بالکل چلنے ہی کو تھی کہ ایک آدمی کو دیکھا وہ نوردین نوردین پکارتا ہوا دور تک چلا گیا۔ خدا کی قدرت گاڑی چل پڑی لیکن اتفاقاً کسی واقعہ کی وجہ سے پر رک گئی وہ شخص پھر واپس آیا اور آپ کو دیکھ کر اسٹیشن کے کمرہ میں گیا وہاں سے تین ٹکٹ خریدے ایک اپنا اور دو آپ کے۔ ایک سپاہی ساتھ لایا کہ وہ گاڑی میں سوار کرانے میں مدد دے۔ جونہی آپ نے گاڑی میں قدم رکھا گاڑی چل دی۔ اس شخص نے کہا کہ مجھ کو ایک نسخہ لکھوانا ہے۔ آپ نے نسخہ لکھ دیا پھر وہ ٹکٹوں کو دیکھنے لگا ٹکٹ وہیں کے تھے جہاں آپ کو جانا تھا اس نے ٹکٹ آپ کو دے دیئے اور یہ کہہ کر میں ان کے دام آپ سے نہیں لوں گا شاہدرہ اسٹیشن پر اتر گیا اور آپ وزیر آباد پہنچے وزیر آباد اسٹیشن سے باہر نکل کر آپ نے شاہسوار کو کہا کہ تم بیگ لے کر شہر سے ہوتے ہوئے یکوں کے اڈہ پر پہنچو میں بھی پیچھے پیچھے آتا ہوں۔ اس زمانہ میں وزیر آباد سے جموں تک ریل نہ تھی۔ یکوں پر ہی جانا ہوتا تھا۔ ابھی آپ تھوڑی دور ہی نکلے تھے کہ ایک شخص راستہ میں ملا اس نے کہا کہ میری ماں بیمار ہے آپ اسے دیکھ لیں۔ آپ نے فرمایا کہ یہ تو علاج کا کوئی موقعہ نہیں مجھ کو جلدی جموں پہنچنا ہے۔ اس نے کہا میرا بھائی میرے ساتھ ہے یہ اڈے پر جاتا ہے آپ میری ماں کو دیکھ کر جب اڈے پر پہنچیں گے تو یکہ تیار ملے گا چنانچہ آپ نے اس کی ماں کو دیکھا نسخہ لکھا اور جب چلنے لگے تو اس شخص نے آپ کی جیب میں کچھ روپیہ ڈال دیئے۔ جن کو آپ نے اڈے پر پہنچنے سے قبل ہی جیب میں ہاتھ ڈال کر گن لیا تھا کہ دس ہیں۔ جب اڈے پر پہنچے تو دیکھا کہ اس کا بھائی اور یکہ والا اس بات پر جھگڑ رہے ہیں کہ یکہ والا کہتا تھا کہ دس روپے لوں گا اور وہ کہتا تھا کہ یہ کرایہ زیادہ ہے کم لو۔ آپ نے فرمایا جھگڑا کرنے کی ضرورت نہیں دس روپیہ کرایہ ٹھیک ہے۔

(حیات نور مرتبہ عبدالقادر سوداگرمل صفحہ 139، 140)

امتحان میں پاس ہونے کے گُر

قسط دوئم

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔اے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(12) اگر سوالات کا پرچہ دیکھنے سے تمھیں وہ مشکل معلوم ہو اور تم سمجھو کہ تم اسے حل نہیں کر سکتے تو پھر بھی ہرگز نہ گھبراؤ کیوں کہ گھبرانے سے مشکل میں زیادتی ہوگی نہ کہ کمی۔ اور دماغ اور بھی پریشان ہو جائے گا۔ بلکہ چاہئے کہ کوشش کر کے اپنی حالت میں سکون اور اطمینان کی حالت پیدا کرو اور پھر دوبارہ سہ بارہ پرچہ کو غور سے دیکھو اور اسے سمجھنے کی کوشش کرو اور اپنی طبیعت کو اس طرف لگاؤ۔ کہ تم کوشش کر کے پرچے کو یقیناً حل کر سکو گے۔ اس طرح تمھاری گھبراہٹ دور ہوگی۔ اور جو پرچہ شروع میں مشکل نظر آتا ہے وہ سب کا سب یا اس کے بہت سے حصّے تمھارے لئے آسان ہو جائیں گے۔ کسی پرچہ کے متعلق یہ خیال نہیں کرنا چاہئے کہ وہ ایسا مشکل ہے کہ تم اسے حل نہیں کر سکتے۔ بلکہ دلیری اور جرات کے ساتھ یہ خیال رکھنا چاہئے کہ تم اگر کوشش کرو گے تو خدا کی مدد سے پرچے کو آسانی کے ساتھ حل کر سکو گے۔ یہ خیال تمھارے اندر ایک غیر معمولی ہمت پیدا کر دے گا۔ اور تمھارے دماغ کی بند کھڑکیاں کھل جائیں گی۔ اور تم دیکھو گے کہ جو چیز مشکل نظر آتی تھی وہ اب آسان ہو گئی ہے۔ اگر زیادہ گھبراہٹ ہو تو دو چار منٹ کیلئے پرچے کو ہاتھ سے رکھ دو اور آنکھیں بند کر کے خدا سے دعا کرو کہ وہ تمہیں سکون اور ہمت عطا کرے۔ اور جب دل ذرا ٹھہر جائے تو پھر دوبارہ پرچے کو اٹھا کر اس نیت سے پڑھو کہ اس دفعہ وہ تمھارے لئے مشکل نہیں رہے گا۔ غرض ہر جہت سے اپنی طبیعت میں اطمینان اور ہمت اور امید کو قائم رکھو۔ اور گھبراہٹ کو اپنے پاس تک نہ پھٹکنے دو۔

(13) امتحان کے لئے طیاری کرتے ہوئے اور امتحان دیتے وقت کبھی یہ خیال نہ کرو کہ تم نے صرف امتحان پاس کرنا ہے۔ اور بس۔ بلکہ یہ نیت رکھو کہ تم نے اعلیٰ نمبروں پر امتحان پاس کرنا ہے۔ اس سے تمہاری ہمت میں بلندی پیدا ہوگی۔ اور تمہارے جوابوں کا معیار اونچا ہو جائے گا۔ امتحان کے کمرے میں آخر وقت تک یہ کوشش جاری رکھو کہ تمہارے جوابات کے وہ حصے جو بہتر بنائے جاسکیں وہ اپنی انتہائی حد تک بہتر بنا دیئے جائیں۔ تا کہ تم زیادہ سے زیادہ نمبر حاصل کر سکو۔ نیت کا اثر انسان کے اعمال پر پڑتا ہے۔ جو طالب علم صرف پاس ہونے کی نیت رکھتا ہے وہ کبھی بھی اچھے نمبر نہیں لے سکتا۔ بلکہ بسا اوقات ایسا طالب علم فیل ہو جاتا ہے۔ کیونکہ اس کی ذرا سی غلطی اسے اس کے معیار سے نیچے گرا دیتی ہے۔ لیکن جو امیدوار اعلیٰ نمبر لینے کا ارادہ رکھتا ہے اور اسی نیت سے اپنے جوابات لکھتا ہے وہ اگر کسی نقص کی وجہ سے اعلیٰ نمبر نہیں بھی لے سکتا تو کم از کم پاس ضرور ہو جاتا ہے۔ پس پرچہ کرتے وقت ہمیشہ یہ نیت رکھو اور اسی کے مطابق کوشش کرو۔ کہ تم نے زیادہ سے زیادہ نمبر حاصل کرنے ہیں۔

(14) جوابات کاپی کے صرف ایک طرف لکھنے چاہئیں اور دوسری طرف کو خالی چھوڑ دینا چاہئے۔ البتہ دوسری طرف سیسہ کی پینسل سے رف کام کیا جاسکتا ہے جو بعد میں پینسل سے چرخی کا نشان دیکر کاٹ دینا چاہئے۔ کاپی کے سیدھے طرف کافی حاشیہ چھوڑنا چاہئے جو کسی صورت میں صفحہ کی چوڑائی کے چہارم حصہ سے کم نہیں ہونا چاہئے۔ اسی طرح ہر صفحہ کے اوپر اور نیچے کچھ جگہ خالی چھوڑ دینی چاہئے۔ اور بالکل کنارے تک صفحہ کو

نہیں بھر دینا چاہئے۔اچھا حاشیہ چھوڑنے اوراوپر اور نیچے جگہ خالی رکھنے سے تمہاری تحریر بہت خوبصورت نظر آئے گی اور ممتحن کے دل پر اچھا اثر پڑے گا۔

(15) جوابات دینے میں یہ ضروری نہیں ہوتا کہ اسی ترتیب کو مدنظر رکھا جائے جو سوالات کے پرچے میں رکھی گئی ہے۔بلکہ یہ ضروری ہے کہ پہلے ان سوالات کو کیا جائے جو امیدوار کو اچھی طرح آتے ہوں۔البتہ جو سوال کیا جائے اس کے مقابل پر حاشیہ میں اس سوال کا نمبر درج کردینا چاہئے۔مگر بہر حال پہلے وہ سوال کرنے چاہئیں جو طالب علم کو اچھی طرح آتے ہوں۔اس طرح ایک تو شروع میں ہی ممتحن کے دل پر اچھا اثر پڑیگا اور گویا تمہاری دوکان کا ماتھا سج جائے گا اور دوسرے ابتداء میں ہی مشکل سوال میں پڑ جانے سے طالب علم کا قیمتی وقت ضائع نہیں ہوگا اور نہ ہی طبیعت میں گھبراہٹ پیدا ہوگی۔ورنہ بعض اوقات شروع میں ہی مشکل سوالوں کو ہاتھ ڈالدینے سے اور پھر ان کو اچھی طرح حل نہ کرسکنے سے امیدوار ایسا گھبرا جاتا ہے کہ جو سوال اسے اچھی طرح آتے ہیں وہ بھی غلط ہونے شروع ہوجاتے ہیں۔پس یہ نہایت ضروری کہ سب سے پہلے ان سوالوں کو کیا جائے جو آسان ہوں اور طالب علم آسانی کے ساتھ ان کا جواب دے سکتا ہو۔البتہ جب ایسے سوالات کرلئے جائیں تو پھر بقیہ سوالات کی طرف توجہ دیکر انہیں بھی حتی الوسع کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔اوراگر وقت ہوتو کسی سوال کو بھی مشکل سمجھ کر چھوڑ نہیں دینا چاہئے۔بسا اوقات ایک سوال جو شروع میں مشکل نظر آتا ہے وہ سوچنے اور غور کرنے سے آسان ہوجاتا ہے۔اور اگر ایک سوال سارا نہ آتا ہو تو جتنا آتا ہو اتنا ہی کردینا چاہئے۔لیکن بہر حال پہلے ان سوالوں کو کرنا چاہئے جو اچھی طرح آتے ہوں۔

(16) ہر سوال کا جواب شروع کرنے سے پہلے سوال کو اچھی طرح سمجھ لینا چاہئے کہ اس کا اصل منشاء کیا ہے اور طالب علم سے کیا پوچھا گیا ہے۔بعض اوقات طالب علم بغیر سوال کو اچھی طرح سمجھنے کے اس کا جواب دینا شروع کردیتے ہیں جسکا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ سوال کچھ اور ہوتا ہے اور جواب کچھ اور۔بغیر سوال کو سمجھنے کے کبھی جواب دینے کی کوشش نہیں کرنی چاہئے۔

(17) حتی الوسع ایک صفحہ پر ایک ہی سوال کرنا چاہئے۔اوراگر کسی سوال کا جواب اسقدر مختصر ہو کہ وہ صفحہ کی تھوڑی سی جگہ لیکر ختم ہو جائے تو صفحہ کے نیچے یا کونے میں سرخ یا نیلی پنسل سے نمایاں کرکے "پی۔ٹی۔او۔" یا "آگے دیکھیں" کے الفاظ لکھدینے چاہئیں تا کہ ممتحن اسی جگہ پرچہ کو ختم نہ سمجھ لے۔

(18) جواب لکھتے ہوئے سوال کی عبارت کو درج کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی بلکہ صرف حاشیہ میں سوال کا نمبر درج کردینا کافی ہوتا ہے۔اگر ایک سوال کے کئی حصے ہوں تو حاشیہ میں حصہ کا نمبر بھی درج کردینا چاہئے۔سوال کی عبارت کو جواب کے ساتھ درج کرنا نہ صرف غیر ضروری ہے بلکہ اس سے مفت میں طالب علم کا وقت ضائع ہوتا ہے۔اور یہ طرز دیکھنے میں بھی کچھ اچھی نہیں لگتی۔البتہ اگر کوئی سوال ایسا ہو کہ کسی وجہ سے اسے جواب میں دہرانا ضروری ہو تو پھر اسے درج کرنا چاہئے۔

(19) سوالات کا جواب بالعموم مختصر اور ضروری حد تک محدود رہنا چاہئے۔سوائے اس کے کسی سوال کا جواب تفصیل اور تشریح کے ساتھ دیا جانا ضروری ہو۔غیر متعلق باتیں لکھنا اور فضول طور پر جواب کو لمبا کردینا وقت کو ضائع کرتا اور ممتحن کے دل پر برا اثر پیدا کرتا ہے۔

(20) بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ امیدوار کسی سوال کا جواب معین طور پر نہیں دے سکتا لیکن صحیح جواب سے ملتا جلتا جواب دے سکتا ہے۔اور جو بات پوچھی گئی ہے اس کا ایک مبہم اور منتشر مگر اصولی طور پر درست جواب اس کے ذہن میں ہوتا ہے۔ایسی صورت میں امیدوار کو اس سوال سے ڈر کر اسے ترک نہیں کردینا چاہئے بلکہ جس حد تک بھی وہ جواب دے سکتا ہے اسے درج کردینا چاہئے۔لیکن یہ ضروری ہے کہ ایسا سوال پرچہ کے آخر میں درج کیا جائے۔اسی طرح بعض اوقات ترجمہ وغیرہ میں امیدوار کو کسی لفظ یا عبارت کا صحیح ترجمہ یاد نہیں ہوتا یا نہیں آتا مگر سیاق وسباق سے وہ اس کا مفہوم سمجھ لیتا ہے۔ایسی صورت میں بھی اس حصہ کو چھوڑ نہیں دینا چاہئے بلکہ ایسے لفظ یا عبارت کے مفہوم کو اپنے لفظوں میں ادا کردینا چاہئے۔مگر یہ بات ایسے رنگ میں

ہر گز نہیں ہونی چاہئے کہ ممتحن کو یہ خیال پیدا ہو کہ گویا اسے دھوکہ دیا جارہا ہے۔

(21) جوابات میں حتی الوسع صاف اور سلیس اور شستہ عبارت لکھنی چاہئے۔اور مشکل اور غیر معروف الفاظ اور پیچدار فقرات سے حتی الوسع پرہیز کرنا چاہئے۔سادہ الفاظ مشکل الفاظ کی نسبت بہت زیادہ بہتر ہوتے ہیں اور ان میں غلطی کا امکان بھی کم ہوتا ہے۔جو امیدوار مشکل اور غیر معروف الفاظ اور پیچدار بندشوں کے عادی ہوتے ہیں ان کی تحریر میں یقیناً دوسروں کی نسبت بہت زیادہ غلطیاں ہوتی ہیں۔اور ایک سمجھ دار ممتحن کبھی بھی ایسی تحریر کو صاف اور شستہ تحریر پر ترجیح نہیں دے سکتا۔البتہ جن امیدواروں کو زبان پر کسی حد تک قدرت حاصل ہو ان کے لئے حسب موقعہ اور حسب ضرورت اپنی تحریر میں زور اور بلندی پیدا کرنے کے لئے مناسب طریق اختیار کرنا مفید ہوسکتا ہے۔مگر یہ ہر ایک کا کام نہیں ہے۔اور مبتدیوں کو بہر حال اس کوشش سے پرہیز کرنا چاہئے۔

(22) جواب دینے میں اس بات کو خاص طور پر ملحوظ رکھنا چاہئے کہ ہر سوال کی اہمیت اور اس کے نمبروں کے مطابق اسے وقت دیا جائے۔اور ایسا نہ ہو کہ تھوڑ تھوڑے نمبروں والے سوالات پر لمبے لمبے اور غیر ضروری جوابات لکھ کر وقت کو ضائع کیا جائے۔بلکہ ہر سوال کی اہمیت کے لحاظ سے اسے وقت دینا چاہئے۔اکثر طالب علم پرچہ کے لمبا ہونے اور وقت کے کم ہونے کی شکایت کیا کرتے ہیں۔اور بعض اوقات یہ شکایت درست بھی ہوتی ہیں۔لیکن اکثر صورتوں میں امیدواروں ہی کی غلطی ہوتی ہے کہ وہ مختلف سولات کی اہمیت کا اندازہ نہیں کرتے۔اور غیر ضروری اور لاتعلق باتوں میں پڑ کر اپنے جوابات کو فضول طور پر لمبا کر دیتے ہیں۔حالانکہ اگر ہر سوال کی اہمیت کا اندازہ کر کے وقت کو تقسیم کیا جائے تو عموماً پرچہ وقت کے اندر اندر ختم کیا جاسکتا ہے۔

(23) جوابات لکھتے ہوئے پرچے کی ظاہری صفائی کا بہت خیال رکھنا چاہئے۔کیونکہ ممتحن کے دل پر اس کا بہت اثر پڑتا ہے۔خط صاف ہو اور آسانی کے ساتھ پڑھا جائے۔سطریں سیدھی ہوں۔سطروں کے درمیان فاصلہ کم نہ ہو۔پرچہ پر کسی قسم کا داغ اور دھبہ نہ پڑنے دیا جائے۔اور اگر کوئی حصہ کاٹا جائے تو وہ ایسے طور پر کاٹا جائے کہ پرچہ بدنما اور ناصاف نہ نظر آوے۔پرچہ کی ظاہری خوبصورتی نہایت ہی ضروری اور اہم ہے جس کی طرف سے کبھی غفلت نہیں ہونی چاہئے۔پرچہ کی خوبصورتی کو اس طرح بھی بڑھایا جاسکتا ہے کہ سوالوں کے نمبروں کے اوپر حاشیہ میں سرخ پینسل سے خط کھینچ دیا جائے۔اور اسی طرح جوابوں کے نمبروں پر اور دوسری ضروری جگہوں پر سرخ پینسل کا خط کھینچ دیا جائے۔اس طرح پرچہ میں ایک قسم کی رنگینی اور خوبصورتی پیدا ہو جاتی ہے۔الغرض خط کی عمدگی اور پرچے کی ظاہری صفائی اور خوبصورتی بڑی ضروری چیزیں ہیں۔اور ان کا پورا پورا خیال رکھنا چاہئے۔

(24) ہر سوال کا جواب ختم کرنے کے بعد اسے احتیاط کے ساتھ دہرالینا چاہئے تاکہ کسی قسم کی غلطی نہ رہ جائے۔اور پھر آخر میں ایک یا دو دفعہ سارے پرچے کی مجموعی نظر ثانی بھی کر لینی چاہئے۔اور یہ نظر ثانی پوری احتیاط سے ہونی چاہئے۔تاکہ اگر کوئی غلطی یا نقص رہ گیا ہو تو اسے درست کیا جاسکے۔نظر ثانی نہایت ضروری ہے۔حتیٰ کہ خواہ اسکی وجہ سے کوئی چھوٹا موٹا سوال ترک کرنا پڑے مگر نظر ثانی بہر حال ہونی چاہئے۔گھڑی دیکھ کر وقت کے آخر میں نظر ثانی کے لئے مناسب وقت الگ کر دینا چاہئے۔جو طالب علم نظر ثانی نہیں کرتے وہ سخت نقصان اٹھاتے ہیں۔اور کئی غلطیاں جو نظر ثانی سے نکل سکتی ہیں ان کے پرچوں میں رہ جاتی ہیں۔نظر ثانی کرتے وقت اس بات کے متعلق بھی تسلی کر لینی چاہئے کہ کوئی سوال یا اس کا کوئی حصہ جواب سے رہ نہ گیا ہو۔

(25) اکثر طالب علموں میں یہ عادت ہوتی ہے کہ وہ جلدی جلدی جوابات لکھ کر وقت سے بہت پہلے ہی کمرے سے نکل جاتے ہیں۔یہ ایک بڑی نادانی کی بات ہے۔آخر وقت تک بیٹھے رہنا چاہئے۔اگر پرچہ بظاہر چھوٹا نظر آتا ہے تو یہ نہ سمجھو کہ ممتحن کا یہ منشاء ہے کہ بجائے تین گھنٹے کے صرف ڈیڑھ یا دو گھنٹے میں پرچہ ختم کر کے اٹھ جاؤ۔بلکہ یقین رکھو کہ ممتحن تم سے زیادہ عقلمند ہے۔اور اس نے جو

سوالات دئے ہیں وہ وقت مقررہ کے مطابق دئے ہیں۔ پس تمہیں چاہئے کہ اس صورت میں جوابات کو تفصیل اور تشریح کے ساتھ لکھو۔ اور پورا وقت لیکر اٹھو۔ اور اگر شروع میں کوئی سوال مشکل سمجھ کر چھوڑ دیا تھا تو بقیہ وقت میں اسے سوچتے رہو۔ سوچنے سے عموماً مشکل سوال بھی حل ہو جاتا ہے۔ اور اگر سارے سوالات کر بھی لئے ہوں تو پھر بھی وقت سے پہلے اٹھ جانا دانشمندی نہیں ہے۔ بلکہ اس صورت میں بار بار نظر ثانی کر کے اپنے جوابات کو بہتر بنانے کی کوشش کرتے رہو۔ تا کہ زیادہ سے زیادہ نمبر ملیں۔

(26) پرچے میں کسی طرح اپنا یا اپنے سکول کا نام ظاہر نہیں کرنا چاہئے۔ اسی طرح کوئی بات ایسی نہیں لکھنی چاہئے جس سے امیدوار کی قوم اور مذہب کا پتہ چل سکے۔ بعض اوقات طالب علم زبان دانی کے پرچوں میں خط کے نیچے اپنا یا اپنے سکول کا نام لکھ دیتے ہیں۔ یا اپنے کسی ہم قوم یا ہم مذہب شخص یا دوست کو نام لیکر مخاطب کر لیتے ہیں۔ یا کسی اور طرح اپنی قومیت اور مذہب کا اظہار کر دیتے ہیں۔ یہ سب باتیں خلاف قاعدہ اور نقصان دہ ہیں۔

(27) امتحان میں کسی قسم کا ناجائز ذریعہ استعمال کرنا شرافت اور اخلاق اور مذہب اور قانون کے بالکل خلاف ہے۔ اور جو امیدوار ایسا کرتے ہیں وہ اپنے آپ کو اور اپنے خاندان کو اور اپنی قوم کو اور اپنی درس گاہ کے نام کو ایک ایسا داغ لگا دیتے ہیں جو پھر کبھی دھل نہیں سکتا۔ دیانت داری شریف انسان کا بہترین زیور ہے۔ اسے کسی غرض وغایت اور کسی قیمت پر بھی ہاتھ سے نہیں دینا چاہئے۔ اور یاد رکھنا چاہئے کہ ناجائز مدد دینا بھی ایسا ہی برا ہے جیسے ناجائز مدد لینا۔

(28) مندرجہ ذیل ہدایت کو گو امتحان پاس کرنے سے براہ راست تعلق نہیں ہے لیکن امیدواروں کے فائدہ کے لئے یہ بیان کر دینا ضروری ہے، کہ کامیابی اور ناکامی انسان کے ساتھ لگی ہوئی ہے۔ عام حالات میں جو طالب علم محنت کرتے ہیں اور صحیح طریق پر محنت کرتے ہیں اور امتحان بھی صحیح طریق پر دیتے ہیں وہ خدا کے فضل سے کامیاب ہوتے ہیں۔ اور وہی امیدوار فیل ہوتے ہیں جن کی تیاری یا امتحان دینے کے طریق میں کوئی نقص ہوتا ہے۔ لیکن بہرحال یہ یاد رکھنا چاہئے کہ اگر خدانخواستہ ناکامی کی صورت ہو تو اس پر مایوس ہو کر بیٹھ نہیں جانا چاہئے۔ اور نہ ہی بزدلوں کی طرح مایوسی کی حالت میں کسی لغو حرکت کی طرف مائل ہو جانا چاہئے۔ کئی ناکامیاں انسان کی آئندہ ترقی کا باعث بن جاتی ہیں۔ پس اگر تم کسی امتحان میں فیل ہو جاؤ تو اس ناکامی کو جواں مردوں کی طرح برداشت کرو۔ اور گو ایسے موقعہ پر صدمہ ہونا ایک طبعی امر ہے اور صدمہ نہ ہونا عموماً بے غیرتی کی علامت ہے، لیکن اس صدمہ سے مایوسی میں پڑنے کی بجائے آئندہ زیادہ محنت کر کے فائدہ اٹھاؤ۔ اور اپنے خاندان اور قوم اور ملک کے لئے اچھا نمونہ قائم کرو۔

"اے پاکیزگی کے ڈھونڈنے والو! اگر تم چاہتے ہو کہ پاک دل بن کر زمین پر چلو اور فرشتے تم سے مصافحہ کریں تو تم یقین کی راہوں کو ڈھونڈو اور اگر تمہیں اس منزل تک ابھی رسائی نہیں تو اس شخص کا دامن پکڑو جس نے یقین کی آنکھ سے اپنے خدا کو دیکھ لیا ہے۔"

(نزول المسیح: روحانی خزائن جلد ۱۸ صفحہ :75-474)

گجرات کے زلزلہ زدگان کے لئے جماعت احمدیہ کی طرف سے 20 لاکھ روپئے کی امداد ضروری اشیاء اور طبی امداد سے لیس 22 رکنی وفد کی گجرات روانگی

جیسا کہ احباب کو علم ہے کہ 26 جنوری کو گجرات میں ایک خوفناک زلزلہ آیا جس سے سرکاری اعداد وشمار کے مطابق بمشکل 20,000 لاشیں ملبے سے نکالی جاسکی ہیں جب کہ خبروں کے مطابق ایک لاکھ قریباً ملبے کے نیچے دبی ہوئی ہیں ہزاروں افراد زخمی اور تین لاکھ سے زائد لوگ بے گھر ہو چکے ہیں کئی دیہات ایسے ہیں جو زلزلے کی وجہ سے صفحہ زمین سے نابود ہو چکے ہیں جماعت احمدیہ اپنی سابقہ شاندار روایات کے مطابق اس موقعہ پر اپنے مصیبت زدہ بھائیوں کی خدمت میں اپنی توفیق کے مطابق حصہ ڈالنے کی کوشش کر رہی ہے۔ چنانچہ سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد صاحب امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ نے اس سلسلہ میں ان مصیبت زدگان کے لئے دعائیں کرتے ہوئے 20 لاکھ روپئے کی رقم فوری عنایت فرمائی۔

علاوہ ازیں صدر انجمن احمدیہ قادیان کی طرف سے چیف منسٹر گجرات کے ریلیف فنڈ میں ڈیڑھ لاکھ روپئے کا عطیہ بھی دیا گیا ہے۔ چنانچہ حضور پرنور کے ارشاد کی روشنی میں 22 افراد پر مشتمل پہلا وفد محترم مولانا محمد نسیم خان صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت کی قیادت میں صدر انجمن احمدیہ قادیان نے بھجوایا اس وفد میں مکرم محترم مولوی برہان احمد صاحب ظفر نگران دعوۃ الی اللہ گجرات (ناظر نشر واشاعت) مکرم چوہدری عبدالواسع صاحب نائب ناظر امور عامہ، مکرم وحید الدین صاحب شمس نائب ناظر تعلیم، مکرم تنویر احمد صاحب خادم نگران دعوۃ الی اللہ ہماچل، مکرم ڈاکٹر عبدالحفیظ صاحب ایم بی بی ایس E.N.T اسپیشلسٹ، مکرم ڈاکٹر ملک مظفر حسین صاحب ایم ڈی و چائلڈ اسپیشلسٹ مع عملہ اسی طرح ہومیوپیتھی ڈاکٹر صاحبان کی ٹیم اور رضا کار خدام بھی شامل ہیں۔ اس وفد کے ہمراہ بھاری تعداد میں ایلوپیتھی و ہومیوپیتھی ادویات اور خوردونوش کی اشیاء کے علاوہ دیگر اشیائے ضروریہ جیسے کمبل گدے رضائی وغیرہ ہیں۔ مورخہ 1-2-2001 کو وفد کی روانگی سے پہلے محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب امیر جماعت احمدیہ قادیان و ناظر اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ نے اجتماعی دعا کروائی تازہ اطلاع کے مطابق وفد بھج کے دور افتادہ دیہاتوں میں جہاں اس سے قبل ریلیف نہیں پہنچی تھی خدمات کے کاموں میں مصروف ہو چکا ہے۔

بفضلہ تعالیٰ مختلف جگہوں پر لنگر لگا کر مستحقین کو دو ہفتوں سے کھانا کھلایا جا رہا ہے۔ احمدی ڈاکٹر صاحبان جو مختلف امراض کے اسپیشلسٹ بھی ہیں اپنے اپنے میڈیکل کیمپوں میں مریضوں کا علاج بھی کر رہے ہیں اس تعلق میں یہ خاص بات یہ بھی ہے کہ احمدیہ وفد کے اراکین کو ایسے موقعوں پر خدمت کی توفیق مل رہی

ہے جہاں اس سے پہلے کوئی ٹیم نہیں پہنچی تھی۔

اللہ تعالیٰ وطن عزیز کے ان تمام مصیبت زدگان کی اس مصیبت کو جلد دور فرمائے۔ اور وفد کے اراکین کو توفیق بخشے کہ وہ ہمت اور مستعدی سے انسانی خدمت کے اس فریضہ کو انجام دے سکیں۔ (مذکور وفد کے ساتھ تعاون کرنے کے لئے 18 افراد پر مشتمل ایک اور وفد 11 فروری کو سامان سے لدے ہوئے دو ٹرکوں کے ساتھ روانہ کر دیا گیا ہے۔)

تقسیم ملک کے بعد پہلی بار عید کی نماز ادا کی گئی

صوبہ پنجاب کا گاؤں حیات پور باڑے ان سینکڑوں خوش نصیب گاؤں میں سے ایک ہے جو جماعت احمدیہ کی کاوشوں کے نتیجہ میں نور سے اسلام سے از سر نو منور ہوا یہ قابل ذکر ہے کہ مرحوم عبدالرحیم شہید اپنے آخری ایام میں اس گاؤں کا دورہ کیا تھا۔ اور پیغام حق پہنچایا تھا۔ بعد ازاں مختلف داعین الی اللہ نے دورہ کیا اور اکتوبر 2000 میں با قاعدہ جماعت کا قیام عمل میں آیا اور خدام الاحمدیہ کی مجلس بھی قائم کی گئی ہے۔ مکرم افتخار احمد صاحب ابن مکرم فضل الرحمن خان صاحب سیکریٹری مال جماعت احمدیہ کیرنگ اس وقت بطور مبلغ اس گاؤں میں خدمت بجا لا رہے ہیں۔ 53 سال کے طویل انقطاع کے بعد جب یہاں نمازوں کا سلسلہ شروع کیا گیا تو وہاں کے بزرگ مسلمانوں نے چشم پر آب ہو کر خدا تعالیٰ کا شکر ادا کیا کہ جس نے حضرت امام مہدی علیہ السلام کی جماعت کے ذریعہ ہمیں ایک نئی زندگی بخشی ہے اور ہماری اولاد کو کفر و الحاد کے گڑھے سے نکال کر ہدایت کے چشمہ شیریں میں پہنچا دیا ہے۔ الحمد للہ

آنکھ میں ٹھہرا خزانہ نہ بکھرنے پایا

(مکرمہ ڈاکٹر فہمیدہ منیر صاحبہ)

ایک لمحہ نہیں ایسا جو گزرنے پایا
لمحہ لمحہ تیرا فیضان نظر نے پایا

درد ٹھہرا تو میرے ساتھ شناسائی ہوئی
وقت بیگانہ تھا دو پل نہ ٹھہرنے پایا

میں کسی دل کو ذرا سی بھی خوشی دے پاؤں
بس یہی خواب میرے دل میں سنورنے پایا

دل کہ لرزیدہ رہا اپنے گناہوں پہ سدا
ایک دن ڈوبا کچھ ایسا نہ ابھرنے پایا

بھاگتے لمحوں کا پل پل کا مرا ساتھ رہا
رک گئی میں تو مرا فن نہ نکھرنے پایا

چوٹ لگتی رہی دل خون کے آنسو رویا
آنکھ میں ٹھہرا خزانہ نہ بکھرنے پایا

کسی سیلاب بلا میں کہ بھنور میں عظمت
پھنس گیا جو وہ کبھی پار اترنے پایا؟؟؟

مجلس عاملہ خدام الاحمدیہ بھارت

بابت سال 2001-2000

سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے درج ذیل تفصیل کے مطابق مجلس عاملہ خدام الاحمدیہ بھارت کی منظوری مرحمت فرمائی ہے۔ جملہ مجالس آگاہ رہیں۔

محترم محمد نسیم خان صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت

۱) نائب صدر	مکرم قریشی محمد فضل اللہ صاحب
۲) نائب صدر	مکرم خالد محمود صاحب
۳) معتمد	مکرم زین الدین حامد
۴) مہتمم تجنید	مکرم شعیب احمد صاحب
۵) مہتمم اشاعت	مکرم مظفر احمد صاحب ناصر
۶) مہتمم مال	مکرم طاہر احمد صاحب چیمہ
۷) مہتمم مال (ایڈیشنل)	مکرم ڈاکٹر جاوید احمد لون صاحب
۸) وقف جدید	مکرم شیخ محمود احمد صاحب
۹) مہتمم عمومی	مکرم حبیب احمد صاحب طارق
۱۰) مہتمم اطفال	مکرم مبارک احمد صاحب چیمہ
۱۱) مہتمم اطفال (ایڈیشنل)	مکرم محمد وسیم خان صاحب
۱۲) مہتمم تبلیغ	مکرم سفیر احمد صاحب شمیم
۱۳) مہتمم تعلیم	مکرم سی شمس الدین صاحب
۱۴) مہتمم خدمت خلق	مکرم عبدالمحسن صاحب مالاباری
۱۵) مہتمم تحریک جدید	مکرم محمد اسماعیل طاہر صاحب
۱۶) مہتمم وقار عمل	مکرم حافظ شریف الحسن صاحب
۱۷) مہتمم صنعت و تجارت	مکرم مصباح الدین صاحب نیر
۱۸) مہتمم تربیت	مکرم مبشر احمد صاحب عامل
۱۹) مہتمم صحت جسمانی	مکرم شیخ ناصر وحید صاحب
۲۰) مہتمم مقامی	مکرم حافظ مخدوم شریف صاحب
۲۱) محاسب	مکرم نصیر احمد صاحب ایڈوکیٹ

قائدین علاقائی

دفتر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت کی طرف سے سال رواں 2001-2000 کے لئے درج ذیل تفصیل کے مطابق قائدین علاقائی کی منظوری بھجوادی گئی ہے۔ متعلقہ مجالس مطلع رہیں۔

(معتمد مجلس خدام الاحمدیہ بھارت)

۱۔ مکرم مبارک احمد صاحب تقویٰ	پنجاب وہماچل
۲۔ مکرم نثار احمد اختر صاحب	راجوری پونچھ
۳۔ مکرم سید عبدالشکور شاہ صاحب	کشمیر
۴۔ مکرم سید شارق مجید صاحب	جنوبی کرناٹک
۵۔ مکرم ابراہیم تیرگر صاحب	شمالی کرناٹک
۶۔ مکرم شعیب احمد سلیچہ	(یوپی لکھنؤ سرکل)
۷۔ مکرم مُنا خان	(یوپی آگرہ سرکل)
۸۔ مکرم سید احمد نصیر اللہ صاحب	اڑیسہ
۹۔ مکرم عبدالحمید کریم صاحب	بنگال و آسام
۱۰۔ مکرم بجت پڈیت صاحب	کیرالہ
۱۱۔ مکرم شیراز احمد صاحب	تامل ناڈو
۱۲۔ سلیم احمد صاحب	آندھرا

ولادت

مورخہ ۱۱ جنوری کو اللہ تعالیٰ نے مکرم مولوی ایوب علی خان صاحب مبلغ سلسلہ مقیم نیپال کو بچی عطاء فرمائی ہے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے بچی کا نام خافیہ ایوب تجویز فرمایا ہے۔ نومولودہ مکرم ابراہیم خان صاحب مرحوم آف سورو کی پوتی اور مکرم مقصود صاحب مرحوم آف بھدرک اڑیسہ کی نواسی ہے اور مکرم مولوی مظفر احمد صاحب ناصر مدرس مدرسہ احمدیہ کی بھتیجی ہے۔ بچی کے نیک صالح باحیات ہونے کے لئے جملہ احباب و قارئین مشکوٰۃ سے دعا کی درخواست ہے۔ (ادارہ)

نظام شروع ہوا ہے یہ تعداد ہر سال گزرے ہوئے سال کے مقابل پر دگنی ہوتی چلی جا رہی ہے۔ یہ تعداد ایسی حیرت انگیز ہے کہ مذہبی قوموں کی تاریخ میں اس کی مثال نہیں ملتی اور یہ بات اس بات کی نشاندہی کر رہی ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ بپا کئے جانے والے عظیم روحانی انقلاب کا آغاز ہو چکا ہے ہماری جماعت کے اس تاریخ ساز دور میں ہر احمدی پر وہ کونسا فرض ہے جو عائد ہوتا ہے۔ حضور فرماتے ہیں:

ہر طرف آواز دینا ہے ہمارا کام آج
جسکی فطرت نیک ہے آئے گا وہ انجام کار

ایک اور جگہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دعوت الی اللہ کی غیر معمولی تڑپ کا اظہار یوں فرمایا:

"ہمارے اختیار میں ہو تو ہم فقیروں کی طرح گھر بہ گھر پھر کر خدا تعالیٰ کے سچے دین کی اشاعت کریں اور اس کو ہلاک کرنے والے شرک اور کفر سے جو دنیا میں پھیلا ہوا ہے لوگوں کو بچائیں اور تبلیغ میں زندگی ختم کر دیں۔ خواہ مارے ہی جاویں۔"

(ملفوظات جلد سوم ص 291)

خلافت رابعہ کے بابرکت اور ولولہ انگیز دور میں تمام تر جدید وسائل اور ایجادات کو کام میں لاتے ہوئے جماعت اس میدان میں آگے بڑھ رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان کوششوں کے نہایت خوشکن نتائج بھی نکل رہے ہیں لیکن افسوس کہ جماعت کو حاصل ہونے والی ان حیرت انگیز فتوحات سے سبق حاصل کرنے کے بجائے دشمن غیظ و غضب میں آگے بڑھ رہے ہیں۔ وہ اپنی دشمنانہ سازشوں میں مزید تیزی لانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ حتیٰ کہ سیدنا امیر المؤمنین نے جماعت کو یہ دعا کرنے کی ھدایت فرمائی:

"یا رب فاسمع دعائی و مزق اعدائك و اعدائی و انجز وعدك و انصر عبدك و ارنا ایامك و شهر لنا حسامك ولا تذر من الکافرین شریرا"

اے میرے رب میری دعا کو سن، تو اپنے دشمن کو جو میرا بھی دشمن ہے ٹکڑے ٹکڑے کر دے اور اپنے بندے کی مدد کر اور ہمیں اپنے (فتح کے) ایام دکھا اور اپنی تلوار کو ہمارے لئے سونت! اور کافروں میں سے کوئی شریر باقی نہ چھوڑ۔

پس ہمیں تبلیغ و دعوت الی اللہ کے میدان میں پہلے سے بڑھ کر مستعدی کے ساتھ، دعاؤں کے ساتھ آگے بڑھنے کی ضرورت ہے۔ سیدنا حضرت اقدس امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ ہندوستان کی جماعت سے جو بلند توقع رکھتے ہیں درجہ ذیل اقتباس سے اس کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

حضور فرماتے ہیں:۔

"اے ہندوستان والو! اے بھارت کے احمدیو!! کیا اس عزت اور سعادت کو جو خدا تعالیٰ نے تمہیں تھمائی تھی دوسرے ملکوں کو اپنے سے چھین کر لے جانے کی اجازت دو گے؟ کیا تم ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے رہو گے اور افریقہ اور امریکہ اور یورپ اور دنیا کے یہ دوسرے ممالک تبلیغ کے ذریعہ احمدیت کا پیغام پھیلانے میں تم سے آگے سے آگے بڑھتے چلے جائیں گے۔ اگر ایسا ہوا تو بہت ہی بڑی بد نصیبی ہوگی۔ خدا تعالیٰ نے احمدیت کے پیغام کے لئے حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جانشین کو قادیان کی بستی میں مأمور فرمایا اور ہندوستان کی جماعت کو یہ اعزاز بخشا تھا۔ چاہئے کہ اس اعزاز کو ہمیشہ آپ زندہ رکھیں، ہمیشہ اپنائے رکھیں۔ اور کسی دوسرے کو اجازت نہ دیں کہ اس اعزاز کا جھنڈا وہ آپ کے ہاتھوں سے چھین کر غانا میں گاڑ دے یا نائیجیریا میں گاڑ دے یا گیمبیا میں گاڑ دے۔ یہ آپ کی سعادت ہے۔ اسے اپنے اور اپنے سینے سے چمٹائے رکھیں۔ یہ وہ جھنڈا ہے جس

کی خاطر جان بھی دینی پڑے تو جان دینی کوئی نقصان کا سودا نہیں............

آج خدا تعالیٰ نے مسیح موعودؑ کی غلامی کا جھنڈا ہندوستان کو عطا فرمایا ہے۔آج اللہ تعالیٰ نے اسلام کی احیائے نو کا جھنڈا ہندوستان کو عطا فرمایا ہے۔آج لوائے احمدیت قادیان کی نشانی بن چکا ہے اور لوائے قادیان اور لوائے احمدیت ایک ہی چیز کے دو نام بن گئے ہیں اور یہی لوائے اسلام ہے جو آئندہ تمام عالم پر لہرائے گا............

پس اے بھارت کی جماعتو! میں تمہیں بار بار بڑے عجز اور انکسار کے ساتھ اس اہم فریضے کی طرف متوجہ کرتا ہوں۔اٹھو اور شیروں کی طرح کی دندناتے ہوئے غازیوں کی طرح فتح کے ترانے گاتے ہوئے تمام بھارت میں پھیل جاؤ کیونکہ آج بھارت کی نجات تمہارے ساتھ وابستہ ہو چکی ہے اور اگر آپ آج بھارت کو اسلام کے پُر امن پیغام کی رونق سے بھر دیں گے،اگر آج تمام بھارت کو اسلام کے پُرامن عالمگیر امن کے لواء کے نیچے اکٹھا کر دیں گے تو میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ تمام دنیا کی قوموں کا امن آپ سے وابستہ ہو جائے گا۔"

(اختتامی خطاب جلسہ سالانہ قادیان 26 دسمبر 1991)

پس اللہ تعالیٰ ہم سب کو حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے منشاء کے مطابق اس میدان میں اپنی ذمہ داریوں کو ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

(زین الدین حامد)

نماز کو قائم کریں اور اپنے دوستوں اور حلقہ احباب کو نماز قائم کرنے کی تلقین کرتے رہیں۔(شعبہ تربیت مجلس خدام الاحمدیہ بھارت)

LOVE FOR ALL HATRED FOR NONE

NASIR SHAH

GANGTOK - SIKKIM

Watch Sales & Service

All Kind of Electronics

Export & Import Goods &V.C.D and C.D Players are Available Here

Near Ahmadiyya Mission Gangtok

Ph: 03592 - 26107

03592 - 81920

RABWAH WOOD INDUSTRIES

Dealers In :

ROUND TIMBER, TEAK POLES SWAN SIZES, FIRE WOOD

&

Manufacture of :

WOODERS FURNITURE DOORS WINDOWS

&

BUILDING MATERIALS etc.

Mahdi Nagar, Vaniyambalam
Distt. Malappuram, KERALA
Pin - 679339

وصایا

وصایا منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جاتی ہیں کہ کسی وصیت پر کسی جہت سے اعتراض ہو تو وہ تاریخ اشاعت سے ایک ماہ کے اندر اطلاع کریں۔ (سکریٹری بہشتی مقبرہ قادیان)

وصیت نمبر 15094

میں نورالدین شاستری ولد سداشو مشرا قوم احمدی پیشہ ملازمت صدر انجمن احمدیہ قادیان عمر ۴۸ سال تاریخ بیعت ۲۴ فروری ۱۹۹۵ء ساکن قادیان ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب۔

بقائمی ہوش وحواس بلا جبر و کراہ آج بتاریخ 22-6-2000 حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اس وقت میری کوئی منقولہ و غیر منقولہ جائیداد نہیں ہے۔ والدین احمدی نہیں ہیں۔ ان کی جائیداد ہے لیکن جائیداد ملنے کی کوئی امید نہیں ہے۔ اگر ملے گی تو اس کی اطلاع خاکسار دفتر بہشتی مقبرہ کو دیگا۔

اس کے علاوہ خاکسار بطور معلم دفتر وقف جدید بیرون کام کر رہا ہے۔ مجھے ماہوار تنخواہ مع الاؤنس مبلغ -/2499 روپے ملتی ہے میں اس کے 1/10 حصہ کی وصیت کرتا ہوں۔ نیز اس کے علاوہ مزید کوئی آمد یا جائیداد پیدا کروں گا تو اس کی اطلاع دفتر بہشتی مقبرہ کو کرتا رہونگا۔ انشاء اللہ۔ میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ العمل ہوگی۔

ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم

گواہ شد	العبد	گواہ شد
داؤد احمد قریشی	نورالدین شاستری	شریف احمد

وصیت 15095

میں رضوانہ بیگم زوجہ نورالدین شاستری قوم احمدی پیشہ خانہ داری عمر ۳۶ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن قادیان ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور پنجاب بقائمی ہوش وحواس بلا جبر و کراہ آج بتاریخ 22-6-2000 حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اس وقت میری منقولہ وغیر منقولہ جائیداد کی تفصیل درج ذیل ہے۔

منقولہ جائیداد کی تفصیل طلائی زیورا ایک 1 انگوٹھی سونے کی وزن مالیتی -/1812 روپے بالیاں ایک جوڑی وزن 3 گرام مالیتی -/1359 روپے ہے۔ حق مہر بذمہ خاوند مبلغ -/15000 روپے ہے۔

اس کے علاوہ خاکسار کو بطور جیب خرچ ماہوار مبلغ -/300 روپے ملتا ہے۔ میں اس کے 1/10 حصہ کی وصیت کرتی ہوں۔ اس کے بعد مزید کوئی آمد یا جائیداد پیدا کرونگی تو اس کی اطلاع دفتر بہشتی مقبرہ کو کرتی رہونگی۔ اس پر بھی میری یہ وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ العمل ہوگی۔

ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم

گواہ شد	العبد	گواہ شد
نورالدین شاستری	رضوانہ	داؤد احمد قریشی

ہوالشافی ہومیوپیتھک کلینک قادیان

We Treat but Allah Cures

۱) ڈاکٹر سید سعید احمد صاحب Ph:(R) 70432

۲) ڈاکٹر چوہدری عبدالعزیز اختر Ph:(R) 70351

محلہ احمدیہ قادیان

143516 پنجاب

Ph:-(Clinic)

01872 - 72278

وصیت نمبر ۱۵۰۹۶:- میں عبد المجید ٹاک ولد غلام محمد صاحب ٹاک مرحوم قوم احمدی پیشہ وکالت عمر ۵۱ سال تاریخ بیعت ۱۹۶۸ء ساکن یاری پورہ ڈاکخانہ یاری پورہ ضلع اننت ناگ صوبہ کشمیر بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۹۹-۹-۲۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱۰/۱ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ اس وقت میری کل منقولہ وغیر منقولہ جائیداد حسب ذیل ہے۔ جسکی موجودہ قیمت درج کی گئی ہے۔

۱۔ زیر تعمیر رہائشی مکان واقع یاڑی پورہ جو کہ میاں بیوی کی مشترکہ آمد سے تعمیر ہوا ہے۔ جسکی مالیت چار لاکھ کے قریب ہے۔ بحصہ مساوی دونوں کا ہے۔ یہ زمین جس پر مکان تعمیر ہے۔ میری اہلیہ کی ہے۔ جو ان کو والدین سے حصہ ملا ہے۔ دس مرے ہیں۔ اور یہ ان کی وصیت میں بھی مذکور ہے۔ میں اپنے حصہ کا ۱۰/۱ حصہ وصیت میں ادا کروں گا۔

۲۔ زمین ساگ راد دس مرلے میں نے اسکے علاوہ ذاتی طور پر خرید کئے ہیں یاری پورہ میں واقع ہیں۔ بیع نامہ تصدیق شدہ شامل ہے۔ موجودہ قیمت مبلغ پچاس ہزار روپے ہے۔

۳۔ زمین ایک کنال واقع موضع ہمی بوک ہے۔ جس مین سیب کا باغ ہے یہ میری ذاتی خرید کردہ ملکیت ہے۔

اس زمین کی قیمت ساٹھ ہزار روپے ہے۔ اس سے سالانہ مبلغ پانچ ہزار روپے آمدنی ہوتی ہے۔ حسب قواعد اس سے جو بھی آمدنی ہوگی اسکے ۱۶/۱ چندہ حصہ آمد ادا کرتا ہوں گا۔ انشاءاللہ

۴۔ خاکسار کی آبائی جائیداد میں ایک خام مکان ہے جو کہ ورثاء میں مشترک ہے۔ اس میں میرا اور میرے دوسرے بھائی مکرم حبیب اللہ ٹاک کا حصہ ۴/۱ ہے۔ اور یہ حصہ بھی میرے بڑے بھائی کے تصرف میں ہے۔ جائیداد بھی تقسیم نہیں ہوئی ہے۔ تقسیم ہونے پر دفتر بہشتی مقبرہ کو اسکی تفصیل سے آگاہ کردں گا۔

خاکسار کا ذریعہ آمدنی پیشہ وکالت سے ہے جسکی کوئی معین آمد نہیں ہے۔ اوسط پانچ ہزار روپے ماہوار آمدنی ہوتی ہے۔ اس کا ۱۰/۱ حصہ چندہ حصہ آمد میں ادا کرتا ہوں گا۔ اسکے علاوہ اگر مذکورہ بالا جائیدادوں و آمد کے علاوہ مزید کوئی آمدنی یا جائیداد پیدا کروں گا اسکی اطلاع دفتر بہشتی مقبرہ کو کرتا رہوں گا۔ انشاءاللہ اس پر بھی میری یہ وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ العمل ہوگی۔

گواہ شد	العبد	گواہ شد
عبدالحمید ٹاک	عبدالمجید ٹاک	میر عبدالرحمٰن

وصیت نمبر ۱۵۰۹۷:- میں جواہر النساء بیگم زوجہ مکرم عبد المجید ٹاک ایڈوکیٹ قوم احمدی مسلمان پیشہ ملازمت عمر ۵۲ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن یاری پورہ ڈاکخانہ یاری پورہ ضلع اننت ناگ صوبہ کشمیر۔

بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۹۹-۹-۲۲ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں کہ میری وصیت پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱۰/۱ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ اس وقت میری کل منقولہ اور غیر منقولہ جائیداد حسب ذیل ہے۔ جسکی موجودہ قیمت درج کی گئی ہے۔

۱۔ آبائی جائیداد سے دو کنال زمین حصہ میں ملی ہے۔ یہ زمین یاری پورہ میں واقع ہے۔ اس میں ایک کنال زمین پر مکان و ساگ زار ہے۔ مکان دس مرلے زمین پر تعمیر شدہ ہے۔ جو میاں بیوی نے مشترکہ آمد سے تعمیر کیا ہے۔ اور موجودہ قیمت چار لاکھ کے قریب ہے۔ بحصہ مساوی میاں بیوی کی اب مشترکہ جائیداد ہے۔ میں اپنے نصف حصہ کا مطابق قواعد وصیت حصہ آمد ر حصہ جائیداد ادا کروں گی۔ زمین کی قیمت یعنی ہر دو کنال کی ایک لاکھ روپے ہے۔ ان دو کنالوں میں سے ایک کنال زرعی زمین ہے یہ زمین مجھے والدین کی طرف سے شرعی حصہ ملا ہے۔

۲۔ حق مہر مبلغ سات ہزار روپے ہے جو میرے خاوند نے مجھے ادا کر دیا ہے۔

۳۔ طلائی زیور ۴ انگوٹھیاں۔ کانٹے طلائی ۴ جوڑی کڑے طلائی دو عدد

معاند احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد ملاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت کے ساتھ حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں۔

اَللّٰھُمَّ مَزِّقْھُمْ کُلَّ مُمَزَّقٍ وَسَحِّقْھُمْ تَسْحِیْقاً

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کردے، انہیں پیس کرر کھ دے اور ان کی خاک اڑا دے۔ آمین

ہار طلائی مع پنڈولم مجموعی وزن اسی گرام ہے۔ جسکی موجودہ قیمت ۳۰،۴۰۰ روپے ہے۔

۴۔ میرا ذریعہ آمد سرکاری ملازمت ہے۔ اس وقت مجھے ماہوار مبلغ نو ہزار روپے مل رہا ہے۔ اس میں جی پی فنڈ انشورنس ڈیپازٹ اتفاقیہ انشورنس شامل ہے۔ البتہ گریجویٹی سی. پی. ایف وغیرہ ریٹائرمنٹ ہونے پر جب ملے گا۔ اس پر حصہ وصیت ادا کر دیا جائے گا۔

۵۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ اپنی آمد از ملازمت پر بشرح ۱/۱۰ حصہ و جائیداد کی آمد پر بشرح ۱/۱۶ حصہ حسب قواعد حصہ آمد میں چندہ ادا کرتی رہوں گی۔ انشاء اللہ

اگر اسکے علاوہ مزید کوئی آمد یا جائیداد پیدا کروں گی۔ اسکی اطلاع دفتر بہشتی مقبرہ قایان کو دیتی رہوں گی۔ اس پر بھی میری یہ وصیت حاوی ہو گی۔ میرے یہ وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ العمل ہو گی۔

گواہ شد	الامۃ	گواہ
عبدالحمید ٹاک	جواہر النساء	میر عبدالرحمٰن

وصیت نمبر ۱۵۰۹۸:- میں رضوان احمد ملکانہ ولد مکرم عبد الطیف صاحب ملکانہ مرحوم قوم مسلم پیشہ ملازمت عمر ۲۸ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن قادیان ڈاکخانہ قایدان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب۔

بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱-۷-۲۰۰۰ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہو گی۔ اس وقت کل منقولہ و غیر منقولہ جائیداد کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

میری آبائی جائیداد واقع صالح نگر آگرہ میں ہے جو کہ والدہ صاحبہ دو بھائی اور ایک بہت میں مشترکہ ہے اس کے علاوہ قادیان میں سول لائن ہرچوال روڑ میں ۱۵ مرلے پر مشتمل پلاٹ ہے جو کہ مشترکہ ہے۔ جب بھی یہ جائیداد تقسیم ہو گی دفتر بہشتی مقبرہ کو اسکی اطلاح کر دوں گا۔

میں اس وقت انجمن وقف جدید میں کام کرتا ہوں مجھے اس وقت ماہوار مبلغ ۲۷۳۶ روپے تنخواہ ملتی ہے۔ میں اپنی آمد کا ۱/۱۰ حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان کو ادا کرتا رہوں گا۔ اس کے علاوہ اگر کبھی کوئی مزید آمد یا جائیداد پیدا کروں تو اس اطلاح دفتر بہشتی مقبرہ کو کرتا رہوں گا۔

اس پر بھی میری یہ وصیت حاوی ہو گی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ العمل کی جائے۔

ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم

گواہ شد	العبد	گواہ شد
سید صباح الدین	رضوان احمد ملکانہ	مظفر اقبال چیمہ

وصیت نمبر ۱۵۰۹۹:- میں امۃ الباسط بشریٰ زوجہ رضوان احمد ملکانہ قوم مسلم پیشہ خانہ داری عمر ۲۵ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن قادیان ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب۔

بقائمی ہوش و حواس بلا جبر اکراہ آج بتاریخ ۱-۷-۲۰۰۰ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہو گی۔ اس وقت میری غیر منقولہ جائیداد کوئی نہیں ہے۔ منقولہ جائیداد کی تفصیل درج ذیل ہے۔

زیور طلائی گلے کا ہار ۲ عدد کانٹے دو عدد بالیاں ایک سیٹ زنگوٹھیاں پانچ عدد کل وزن زیور طلائی 52.030 گرام جسکی موجودہ قیمت اندازاً 2100/- روپے ہے۔ اس کے علاوہ حق مہر مبلغ پندرہ ہزار روپے بذمہ خاوند ہے۔ نیز زیورات نقرئی کل وزن ۳۰۲ گرام ہے۔ جسکی موجودہ قیمت اندازاً ۱۷۰۰ روپے ہے۔ اس کے علاوہ میرے خاوند کی طرف سے ماہوار ۲۵۰ روپے بطور جیب خرچ ملتا ہے۔ میں اپنی آمد کا ۱/۱۰ حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان کو ادا کرتی رہوں گی۔ مزکورہ بالا آمد و جائیداد کے علاوہ اگر کبھی کوئی مزید آمد یا جائیداد پیدا کرونگی تو اسکی اطلاح دفتر بہشتی مقبرہ کو دیتی رہوں گی۔ اس پر بھی میری یہ وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ کی جائے۔

ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم

گواہ شد	الامۃ	گواہ شد
رضوان احمد ملکانہ	امۃ الباسط بشریٰ	سید صباح الدین

وصیت نمبر ۱۵۱۰۰:- میں نصرت جہاں تبسم زوجہ محمد طاہر احمد قوم مسلم پیشہ خانہ داری عمر ۳۳ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و

اکراہ آج بتاریخ ۲۰۰۰-۷-۱ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱۰؍۱ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ میری کل منقولہ وغیر منقولہ جائیداد کی تفصیل حسب ذیل ہے۔ زیور طلائی ایک عدد ہار وزن دو تولے ہے جسکی موجودہ قیمت ۹۲۰۰روپے ہے اس کے علاوہ حق مہر مبلغ ۵۰۰۰ روپے بذمہ خاوند ہے میں مذکورہ بالا جائیداد کے ۱۰؍۱ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔

میرے خاوند کی ماہوار آمد ۲۹۲۸ ہے میرے خاوند کی طرف سے مجھے ماہوار ۲۵۰روپے بطور جیب خرچ ملتاہے میں اس کے ۱۰؍۱ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ اس کے علاوہ اگر کبھی مزید کوئی آمد یا جائیداد پیدا کروں تو اسکی اطلاع دفتر بہشتی مقبرہ قادیان کو کرتی رہوں گی۔ انشاءاللہ اس پر بھی میری یہ وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ العمل ہوگی۔

گواہ شد	الامۃ	گواہ شد
محمد طاہر بدر	نصر جہاں تبسم	سید صباح الدین

وصیت نمبر ۱۵۱۰۱:- میں طاہرہ محمود زوجہ مکرم محمود احمد خادم قوم احمدی مسلمان پیشہ ملازمت صدر انجمن احمدیہ عمر ۳۸ سال تاریخ بیعت جون ۱۹۸۳ء ساکن قادیان ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب۔

بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۰۰۰-۶-۱۴ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱۰؍۱ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔

اس وقت میری کوئی غیر منقولہ جائیداد نہیں ہے۔

منقولہ جائیداد کی تفصیل درج ذیل ہے۔

1. طلائی زیورات:

۱۔دو کڑے سونے کے وزن	950-18 گرام	628-00 روپے
۲۔ایک جوڑی کانٹے وزن	890-7 گرام	2900-00 روپے
۳۔ہار ایک عدد	720-14 گرام	5417-00 روپے
۴۔ایک جوڑی ٹوپس	630-5 گرام	2330-00 روپے
۵۔ایک نیکلس	000-5 گرام	1955-00 روپے
۶۔ایک کوکا	370-0 گرام	160-00 روپے

2. زیورات نقرئی: ایک سیٹ ہار وزن ۶۴ گرام ۸۰ ملی گرام مالیتی ۳۹۰ روپے۔

3. حق مہر بذمہ خاوند مبلغ ۳۰۰۰ روپے صرف۔

میں احمدیہ شفاخانہ میں ملازمت کر رہی ہوں اس وقت میری تنخواہ ۲۷۷۰ روپے ہے۔ اس کے ۱۰؍۱ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ کرتی ہوں۔ اس کے علاوہ اگر کبھی کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں گی تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز قادیان کو دیتی رہوں گی۔ اس پر میری یہ وصیت حاوی ہوگی۔

میری یہ وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ العمل ہوگی۔

گواہ	الامۃ	گواہ شد
محمود احمد خادم	طاہرہ محمودہ	داؤد احمد قریشی

وصیت نمبر ۱۵۱۰۲:- میں حفیظ احمد طاہر ولد مکرم ماسٹر محمد ابراہیم صاحب درویش قوم احمدیہ پیشہ ملازمت عمر ۳۳ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن قادیان ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۰۰۰-۶-۱۳ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱۰؍۱ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ ہوگی۔ میری اس وقت کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ درج ذیل ہے۔

۱۔ میری اس وقت منقولہ وغیر منقولہ جائیداد کوئی نہیں ہے۔

۲۔ میں صدر انجمن احمدیہ قادیان کا ملازم ہوں اس وقت مجھے صدر انجمن احمدیہ سے ماہوار 1540+750=2290/- تنخواہ ملتی ہے۔ اس کے ۱۰؍۱ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ اس کے علاوہ میں پارٹ ٹائم بجلی کا کام بھی کرتا ہوں اس میں مجھے ماہوار وسطاً ۶۰۰ روپے آمد ہوتی ہے۔ اس کے بھی ۱۰؍۱ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ اس کے علاوہ میری کوئی آمد نہیں ہے۔ اگر کوئی آمد پیدا کروں گا تو اس کی اطلاع دفتر بہشتی مقبرہ قادیان کو دیتا رہوں گا۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ العمل کی جائے۔

گواہ شد	العبد	گواہ شد
دلاور خان	حفیظ احمد طاہر	ریحان احمد ظفر

وصیت نمبر ۱۵۱۰۳:- میں انور احمد ہاتف ولد غلام قادر صاحب درویش قوم مسلم پیشہ ملازمت عمر ۳۴ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن قادیان ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۰۰۰-۷-۱ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱۰/۱ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ اس وقت میری کل منقولہ و غیر منقولہ جائیداد کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

۱۔ گاؤں لیل کلاں میں ۳۸ مرلے زرعی زمین ہے اسمیں ہم تین بھائی حصہ دارن ہیں۔ مذکورہ بالا جائیداد ابھی تقسیم نہیں ہوئی ہے۔ جب جائیداد تقسیم ہوگی اسمیں سے خاکسار کو جو بھی حصہ ملے گا اسکی اطلاع دفتر بہشتی مقبرہ قادیان کو کردونگا۔ اسکے ۱۰/۱ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ خاکسار انجمن وقف جدید کا ملازم ہے اس وقت مبلغ ۳۲۲۴ روپے مع لاؤنس تنخواہ ملتی ہے۔ اس کے علاوہ زائد وقت میں خاکسار ذاتی کاروبار کرتا ہے۔ اسمیں سے کم و بیش ۱۰۰۰ روپے ماہوار آمد ہوتی ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ اپنی آمد کا ۱۰/۱ حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان کو ادا کرتا رہوں گا۔ اسکے علاوہ اگر کبھی مزید آمد یا جائیداد پیدا کروں اسکی اطلاع دفتر بہشتی مقبرہ کو کرتا رہوں گا۔ اس پر بھی میری یہ وصیت حاوی ہوگی۔

میری یہ وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ العمل ہوگی۔

گواہ شد	العبد	گواہ شد
سید صباح الدین	انور احمد ہاتف	محمد طاہر احمد

وصیت نمبر ۱۵۱۰۴:- میں وسیمہ انور زوجہ مکرم انور احمد صاحب ہاتف قوم مسلم پیشہ خانہ داری عمر ۲۵ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب۔

بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۰۰۰-۷-۱ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱۰/۱ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اس وقت میری منقولہ جائیداد کی تفصیل درج ذیل ہے۔

زیورات طلائی (۱) چین ایک عدد معہ لاکٹ (۲) کانٹا ایک سیٹ (۳) دو ہار (۴) جھمکا ایک عدد (۵) انگوٹھیاں چار عدد (۶) بالیاں دو عدد۔ کل وزن دس تولہ تین صد ملی گرام جسکی موجودہ قیمت ۴۶۰۰۰ ہے اس کے علاوہ حق مہر بذمہ خاوند ۴۰۰۰۰ روپے ہے۔ میں مذکروہ بالا جائیداد کے ۱۰/۱ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ میرے خاوند کی ماہوار آمد بذریعہ ملازمت ۳۲۲۴ اور دکان سے ماہوار کم و بیش ۱۰۰۰ روپے آمد ہوتی ہے۔ میرے خاوند کی طرف سے مجھے ماہوار ۳۰۰ بطور جیب خرچ ملتا ہے۔ اس کے ۱۰/۱ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ اس کے علاوہ اگر کبھی مزید کوئی آمد یا جائیداد کروں تو اسکی اطلاع دفتر بہشتی مقبرہ قادیان کو کرتی رہوں گی۔ انشاء اللہ اس پر بھی میری یہ وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ العمل ہوگی۔

گواہ شد	الامۃ	گواہ شد
انور احمد ہاتف	وسیمہ انور	سید صباح الدین

وصیت نمبر ۱۵۱۰۵:- میں سلمہ بیگم عرف شانتی زوجہ مکرم عزیز احمد خان صاحب قوم راجپوت پیشہ خانہ داری عمر ساٹھ سال تاریخ بیعت پیدائشی ساکن صالح نگر ڈاکخانہ برور ضلع آگرہ صوبہ یو.پی. بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۹۹-۱۱-۱۷ حسب ذل وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱۰/۱ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔

۱۔ حق مہر بذمہ خاوند مبلغ ۱۰۰۰ روپے (۲) زیورات نقرئی چوڑیاں ۵ تولہ بحساب ۸۰ روپے فی تولہ ۴۰۰ روپے (۳)۔ طلائی ایک توہ انگوٹھی ۴/۱ تولہ کل وزن 1 1/4 تولہ بحساب ۵۰۰۰ روپے فی فولہ ۶۲۵۰ روپے کل میزان ۷۶۵۰ اس کے علاوہ خاکسار کو خاوند کی طرف سے مبلغ ۴۰۰ روپے ماہوار بطور جیب خرچ ملتے ہیں۔ میں تاریست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱۰/۱ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی رہوں گی۔ اگر اس کے بعد میں کوئی مزید جائیداد یا آمد پیدا کروں گی تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز بہشتی مقبرہ قادیان کو کرتی رہوں گی۔ اور اس پر بھی میری یہ وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ کرنیکی مہربانی کی جائے۔

گواہ شد	الامۃ	گواہ شد
عزیز احمد خان	سلمہ بیگم	سعید احمد خان